احیائے اسلام اور امن عالم کا داعی کثیر الاشاعت میگزین

ماہنامہ منہاج القرآن لاہور

اگست 2018ء

قلبِ سلیم کی علامات اور اثراتِ صحبت

شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہر القادری کا روحانی و تربیتی خصوصی خطاب

حج و قربانی
اہمیت و فضیلت

سیّد السادات شیخ المشائخ قدوۃ الاولیاء

سیّدنا طاہر علاؤالدّین رحمۃ اللہ علیہ القادری الگیلانی البغدادی

اعتدال و توازن کے پیکر علمِ لدُنّی کے بحرِ بیکراں

شیخ الاسلام کا خصوصی دورۂ UK و یورپ

موضوعِ خطابات "انسان کی اخلاقی و روحانی ترقی"

پاکستان مخلص قیادت نے بنایا بدعنوان سیاسی ایلیٹ نے کمزور کیا

یوم آزادی اور احتساب عدالت کے فیصلے کے حوالے سے خصوصی تحریر

شیخ الاسلام کا خصوصی دورۂ UK ویورپ

احیائے اسلام اور امن عالم کا داعی کثیر الاشاعت میگزین

ماہنامہ منہاج القرآن لاہور

بفیضان نظر
حضرت سیدنا قدوۃ الاولیاء شیخ المشائخ طاہر علاؤ الدین الگیلانی البغدادی قدس سرہ العزیز

زیر سرپرستی
شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہر القادری مدظلہ

زیر نگرانی
ڈاکٹر حسن محی الدین قادری | ڈاکٹر حسین محی الدین قادری

جلد 32 شمارہ 8 / ذوالقعدۃ - ذوالحجۃ ۱۴۳۹ھ / اگست 2018ء

حسن ترتیب

(اداریہ) 13 جولائی: کرپشن کیخلاف عوامی نفرت کے اظہار کا دن	چیف ایڈیٹر	3
(القرآن) قلبِ سلیم کی علامات اور اثراتِ صحبت	شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہر القادری	5
(الفقہ) حج و قربانی کی اہمیت و فضیلت	مفتی عبدالقیوم خان ہزاروی	12
حضرتِ سیدنا عثمانِ غنیؓ: جنت میں رفیقِ مصطفیٰ ﷺ	عین الحق بغدادی	17
قدوۃ الاولیاء سیدنا طاہر علاؤ الدینؒ: علمِ لدنی کے بحرِ بیکراں	محمد عمر حیات الحسینی	21
تعلیمی اصلاحات کی تحاریک	ڈاکٹر حسین محی الدین قادری	25
14 اگست یومِ آزادی: تجدیدِ عہدِ وفا کا دن	نور اللہ صدیقی	29
شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہر القادری کا دورۂ UK و یورپ	رپورٹ: ظلِ حسین	33
آبی ذخائر کی تعمیر: وقت کی ضرورت	اسفند شاہ	35

چیف ایڈیٹر: نور اللہ صدیقی

ایڈیٹر: محمد یوسف

ڈپٹی ایڈیٹر: محبوب حسین

ایڈیٹوریل بورڈ
محمد فاروق رانا، عین الحق بغدادی
محمد رفیق نجم، محمد ندیم چودھری

مجلس مشاورت
خرم نواز گنڈا پور، احمد نواز انجم
جی ایم ملک، تنویر احمد خان، سرفراز احمد خان
منظور حسین قادری، غلام مرتضیٰ علوی

قلمی معاونین
مفتی عبدالقیوم خان ہزاروی، پروفیسر محمد نصر اللہ معینی
ڈاکٹر طاہر حمید تنولی، پروفیسر محمد الیاس اعظمی
ڈاکٹر ممتاز احمد سدیدی، علامہ شہزاد مجددی، محمد افضل قادری

کمپیوٹر آپریٹر: محمد اشفاق انجم — گرافکس: عبدالسلام
خطاطی: محمد اکرم قادری — عکاسی: قاضی محمود الاسلام

ملک بھر کے تعلیمی اداروں اور لائبریریوں کیلئے منظور شدہ

www.minhaj.info
www.facebook.com/minhajulquran
email:mqmujallah@gmail.com (مجلّہ آفس و سالانہ خریداران)
minhaj.membership@gmail.com (نظامت ممبرشپ/رفقاء)
smdfa@minhaj.org (بیرون ملک رفقاء)

قیمت فی شمارہ: 35 روپے | سالانہ خریداری: 350 روپے

انتباہ! مجلّہ منہاج القرآن میں آنے والے جملہ پرائیویٹ اشتہار خلوص نیت سے شائع کئے جاتے ہیں، ادارہ کی کسی کاروبار میں شراکت ہے اور نہ ہی ادارہ فریقین کے درمیان کسی بھی قسم کے لین دین کا ذمہ دار ہوگا۔

بدل اشتراک: مشرق وسطی جنوب مشرقی ایشیاء، یورپ، افریقہ، آسٹریلیا، کینیڈا، مشرق بعید جنوبی امریکہ و ریاستہائے متحدہ امریکہ 30 امریکی ڈالر سالانہ

ترسیل زر کا پتہ: اکاؤنٹ نمبر 01970014575103 حبیب بینک منہاج القرآن برانچ ماڈل ٹاؤن لاہور پاکستان

ناشر: محمد اشرف قادری، مطبع: منہاج القرآن پرنٹرز 365 ایم ماڈل ٹاؤن لاہور Ext:128 UAN:042-111-140-140

حمد باری تعالیٰ

بنائے اپنی حکمت سے زمین وآسماں تو نے
دکھائے اپنی قدرت کے ہمیں کیا کیا نشاں تو نے

تری صنعت کے سانچے میں ڈھلا ہے پیکرِ ہستی
سمویا اپنے ہاتھوں سے مزاجِ جسم وجاں تو نے

نہیں موقوف خلاّقی تری اس ایک دنیا پر
کئے ہیں ایسے ایسے سینکڑوں پیدا جہاں تو نے

دلوں کو معرفت کے نور سے تو نے کیا روشن
دکھایا بے نشاں ہوکر ہمیں اپنا نشاں تو نے

ہم اب سمجھے کہ شہنشاہِ ملک لا مکاں تو نے
بنایا اک بشر کو سرورِ کون ومکان تو نے

اثر تیری عطاؤں پہ نہیں پڑتا خطاؤں کا
جسے پیدا کیا ہے اس کو دیا ہے آب وناں تو نے

محمد مصطفی ﷺ کی رحمت للعالمینی سے
بڑھائی یارب اپنے لطف واحساں کی شاں تو نے

تیرے دربار سے مجھ کو یہی انعام کیا کم ہے
کیا اپنی ستائش میں مجھے رطب اللساں تو نے

(مولانا ظفر علی خان)

نعتِ رسولِ مقبول ﷺ

ضیائے شمس میں جلوہ تمام اُن کا ہے
قمر میں پرتوِ حُسنِ دوام ان کا ہے

ازل کے روز سے لنگر نبیؐ کا ہے جاری
جو ختم ہو نہ کبھی، وہ طعام اُن کا ہے

زبانِ سیّدِ کونینؐ، مظہرِ قرآں
''کلامِ ربِ دو عالم، کلام اُن کا ہے''

چھڑا لیا ہے محبت نے اُن کی، ہر غم سے
ہر ایک غم کو مٹانا جو کام ان کا ہے

سوائے اسمِ نبیؐ لب پہ کچھ نہیں آتا
زباں پہ ذکر مری صبح و شام اُن کا ہے

سنیں گے حشر میں اعلان ہم یہ ہمدانی
چلے بہشت میں جو بھی غلام اُن کا ہے

(انجینئر اشفاق حسین ہمدانی)

اداریہ

13 جولائی: کرپشن کیخلاف عوامی نفرت کے اظہار کا دن

13 جولائی 2018ء کا دن اس اعتبار سے انتہائی اہم ہے کہ لاہور کے عوام نے کرپشن اور ناجائز اثاثے رکھنے کا جرم ثابت ہونے پر شریف خاندان کیلئے سڑکوں پر آنے سے انکار کر دیا اور اپنا ووٹ کرپشن کے خلاف دیا۔ نواز لیگ کی لیڈر شپ نے پورے پاکستان سے لاکھوں بندے لاہور لانے کیلئے ایڈوانس بانٹے، تمام جتن کیے لیکن پاکستان سے تو کیا لاہور سے بھی عوام نے کرپٹ خاندان کیلئے نکلنے سے انکار کر دیا اور 13 جولائی کے دن لاہور کے سوا ملک کے کسی حصے میں بھی چند درجن لوگ کرپٹ نواز شریف کیلئے باہر نہیں نکلے۔ لاہور سے نکلنے والی ریلی جس کی قیادت شہباز شریف کررہے تھے، پٹواریوں اور خوشامدیوں پر مشتمل تھی۔ اس ریلی کی کیا سیاسی حیثیت اور اہمیت تھی اس حوالے سے میڈیا، سینئر صحافی تفصیل سے ذکر کر چکے ہیں اور اسے ایک بدترین، ناکام شو قرار دے چکے ہیں۔ 13 جولائی کے دن شریف خاندان کی کرپشن کیخلاف ریلی کا حصہ نہ بن کر لاہور کے عوام نے پاکستان کے ساتھ اظہار یکجہتی کیا جس پر پنجاب بالخصوص لاہور کے عوام مبارکباد کے مستحق ہیں۔ ملک کے دیگر عوام کی طرح لاہور کے عوام بھی جان گئے ہیں کہ شریف خاندان سیاست کے نام پر منی لانڈرنگ کا کاروبار کرتا ہے اور ریاستی اثر ورسوخ بروئے کار لا کر دنیا بھر میں ناجائز اثاثے بناتا ہے۔ ایون فیلڈ اس کی جیتی، جاگتی مثال ہے۔

سانحہ ماڈل ٹاؤن کے ماسٹر مائنڈ سابق وزیراعلیٰ پنجاب نے 13 جولائی کی ناکام ریلی کے حوالے سے مضحکہ خیز الزام لگایا ہے کہ 13 جولائی کی ریلی کو ناکام بنانے کیلئے پنجاب پولیس نے اندھا دھند گرفتاریاں اور پکڑ دھکڑ کی۔ حالانکہ ان کے اس الزام کا بھانڈا بھی لاہور ہائیکورٹ میں پھوٹ چکا ہے کہ پولیس نے صرف 141 لوگوں کو پکڑا جن میں کوئی اہم عہدیدار شامل نہیں تھا۔ بہرحال قاتل اعلیٰ شہباز شریف کو اپنی تربیت یافتہ پنجاب پولیس کے خلاف بیان بازی کرتے ہوئے شرم آنی چاہیے، یہ وہی پولیس ہے کہ:

☆ جس کی شہباز شریف نے مسلسل 10 سال سرپرستی کی اور پنجاب کے تھانہ اور پولیس کلچر کو بدلنے کے لیے سرکاری خزانے سے 10 سالوں میں کم وبیش 8 سو ارب روپے کے فنڈز نکلوائے۔

☆ یہ وہی پنجاب پولیس ہے جس نے شہباز شریف کے حکم پر 17 جون 2014 کے دن پاکستان عوامی تحریک کے سربراہ ڈاکٹر محمد طاہر القادری اور ادارہ منہاج القرآن کے مرکزی دفتر کے سامنے پرامن کارکنوں پر فائر کھولا، 100 لوگوں کو گولیاں ماریں، 14 کو شہید کیا۔

☆ شہباز شریف کی تربیت یافتہ اس پولیس نے ان زخمی کارکنوں پر بھی لاٹھیاں اور ڈنڈے برسائے جنہیں ریسکیو 1122 کے اہلکاروں نے طبی امداد دینے کے لیے کندھوں پر اٹھا رکھا تھا۔

☆ شہباز شریف کی اس تربیت یافتہ پولیس نے 17 جون 2014 کے دن درجنوں زخمی کارکنوں کو اٹھایا اور لاہور کے مختلف تھانوں اور نجی عقوبت خانوں میں رات بھر بہیمانہ تشدد کا نشانہ بنایا اور پھر اگلی صبح ان نیم مردہ کارکنوں کو لاہور کے مختلف ہسپتالوں میں پھینک دیا۔

☆ شہباز شریف کی اسی تربیت یافتہ پنجاب پولیس نے 17 جون کے سانحہ کی ایف آئی آر درج کرنے سے نا صرف انکار کیا بلکہ تھانہ فیصل ٹاؤن لاہور میں ایف آئی آر نمبر 510 درج کی کہ عوامی تحریک کے 42 کارکنوں نے اپنے کارکنوں کو فائرنگ کر کے قتل وزخمی کیا۔

☆ شہباز شریف کی اس تربیت یافتہ پولیس نے 20 جون 2014 تا 23 جون 2014ء 3 یوم تک پنجاب کو عوامی تحریک اور تحریک منہاج القرآن کے کارکنان کے لیے نو گو ایریا بنایا، پورے پنجاب کو کنٹینر کھڑے کر کے سیل کر دیا، ایک ضلع کا دوسرے ضلع سے رابطہ ختم کر دیا، ہزاروں کارکن گھروں سے اٹھا لیے گئے، چادر اور چار دیواری کے تقدس کی دھجیاں اڑائیں۔ یہ ساری پکڑ دھکڑ اس لیے تھی کہ کارکن اپنے قائد کے استقبال کے لیے اسلام آباد یا لاہور ایئر پورٹ نہ آسکیں۔

☆ شہباز شریف کی اسی پولیس نے 10 اگست تا 14 اگست 2014ء کو ایک بار پھر کریک ڈاؤن کیا، چھاپے مارے، پنجاب کو کنٹینروں سے سیل کر دیا تا کہ کارکن یومِ شہداء میں شریک نہ ہوسکیں، اپنے پیاروں کے لیے فاتحہ خوانی نہ کرسکیں۔ ماڈل ٹاؤن لاہور کو نو گو ایریا بنا دیا گیا۔ 7 یوم تک ماڈل ٹاؤن کا محاصرہ کیا گیا۔ اس عرصہ کے دوران سربراہ عوامی تحریک پر 40 کے قریب مقدمات قائم ہوئے، کارکنوں پر پنجاب کے مختلف تھانوں میں سینکڑوں دہشتگردی کے مقدمات درج کئے گئے۔ اس سارے کریک ڈاؤن اور انتظامیہ کے پرتشدد کردار کے باعث ہزاروں کارکن گرفتار ہوئے، حبس بے جا میں رکھے گئے۔

13 جولائی کی ریلی ناکام بنانے کیلئے اپنی ہی تربیت یافتہ پولیس پر الزام تراشی کرنے والے شہباز شریف بتائیں کہ ان کے کتنے لوگوں کو پولیس نے قتل کیا۔۔۔؟ کتنی خواتین کے بال اور دوپٹے نوچے۔۔۔؟ کتنے کارکن آج دہشتگردی کی دفعات کے تحت جیلوں میں بند ہیں۔۔۔؟ ن لیگ سے تعلق رکھنے والے کتنے بوڑھوں کی پولیس کے ڈنڈوں سے ہڈیاں ٹوٹیں۔۔۔؟ کتنے کارکن گھروں سے اٹھائے گئے۔۔۔؟ تاکہ پتہ چلے کہ وہ کون سا ایسا ظلم ہے جو پولیس نے ن لیگ کے کارکنوں کے ساتھ کیا اور ان کی ریلی ناکام ہوگئی؟

یہ وہی شہباز شریف ہیں کہ جن کی سرپرستی میں عوامی تحریک اور تحریک منہاج القرآن کے کارکنان کے ساتھ یہ سارے مظالم ہوئے۔ کرسی بچانے کیلئے شریف خاندان نے کارکنوں کو قتل کروایا اور آج بھی ان کے ورثاء انصاف کیلئے تڑپ رہے ہیں۔ شہبازشریف کن مظالم کی بات کرتے ہیں؟

شہباز شریف تو 13 جولائی کو ایک قومی مجرم کے استقبال اور اسے گرفتاری سے بچانے کے لیے ایئر پورٹ کا محاصرہ کرنا چاہتے تھے لیکن 17 جون 2014ء کے دن عوامی تحریک کے کارکنان نے کون سا ایسا غیر قانونی کام کیا تھا کہ ماڈل ٹاؤن کو خون میں نہلا دیا گیا؟ 23 جون 2014ء کے دن ڈاکٹر محمد طاہرالقادری نے کون سا ملکی قانون توڑا تھا کہ شریف برادران ان کے طیارے کو اترنے نہیں دے رہے تھے؟ ان کے طیارے کو اسلام آباد کی فضاؤں میں چکر لگوائے گئے، کئی گھنٹے طیارے کو یرغمال بنائے رکھا۔ شریف برادران نے جس طرح لندن فلیٹس کی خریداری کی جعلی منی ٹریل دی اسی طرح ان کی مظلومیت کی داستانیں بھی جعلی ہیں۔ اس خاندان کے افراد سرتاپا جھوٹے اور تہمت باز ہیں۔ بہرحال اگر قاتل اعلیٰ پنجاب نے پنجاب پولیس کو اپنا باڈی گارڈ بنانے کی بجائے اسے ایک ادارہ اور غیر سیاسی فورس بنایا ہوتا تو نہ سانحہ ماڈل ہوتا اور نہ آج وہ کوئی شکایت کر رہے ہوتے۔

پاکستان عوامی تحریک کے سربراہ ڈاکٹر محمد طاہرالقادری نے 11 جولائی کو سپین پہنچنے پر صحافیوں سے گفتگو کرتے ہوئے درست کہا کہ شریف برادران کی ذلت و رسوائی آسمانی انتقام ہے۔ کرپشن تو یہ 1980ء سے کر رہے تھے، ان پر مقدمات بھی بنے مگر گرفت نہ ہوسکی، ان کی گرفت کا آغاز سانحہ ماڈل ٹاؤن کے بعد ہوا۔ شہیدوں کا لہو رنگ لا رہا ہے، پانامہ لیکس تو محض ایک بہانہ تھی، نواز شریف کو بے گناہوں کے خون اور مظلوموں کی آہوں اور سسکیوں نے انجام سے دو چار کیا۔

(چیف ایڈیٹر)

القرآن

قلبِ سلیم کی علامات اور اثراتِ صحبت

دل کی 3 اقسام ہیں: قلبِ سلیم، قلبِ میت اور قلبِ مریض

بے شک کان، آنکھ اور دل میں سے ہر ایک سے باز پرس ہوگی: القرآن

شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہرالقادری کا روحانی و تربیتی خصوصی خطاب

ترتیب و تدوین: محمد یوسف منہاجین..........معاون: محبوب حسین، محمد خلیق عامر

اللہ رب العزت نے قرآن مجید میں ارشاد فرمایا:

یَوْمَ لَا یَنْفَعُ مَالٌ وَّلَا بَنُوْنَo اِلَّا مَنْ اَتَی اللهَ بِقَلْبٍ سَلِیْمٍo (الشعراء، ۲۶: ۸۸. ۸۹)

''جس دن نہ کوئی مال نفع دے گا اور نہ اولاد۔ مگر وہی شخص (نفع مند ہوگا) جو اللہ کی بارگاہ میں سلامتی والے بے عیب دل کے ساتھ حاضر ہوا''۔

ان دو آیات مبارکہ میں اللہ رب العزت نے قیامت کے احوال بیان فرمائے ہیں کہ وہ بیٹے جو دنیا میں دست و بازو معلوم ہوتے ہیں اور خاندان کی قوت تصور کیے جاتے ہیں اور وہ مال جس کے بل بوتے پر انسان دنیا میں ہر قسم کے فوائد حاصل کرتا نظر آتا ہے، قیامت کے دن یہ مال اور اولاد ہرگز فائدہ مند نہ ہوں گے۔ قیامت کے دن جو شے نفع مند ہوگی وہ صرف قلبِ سلیم ہے۔

جو شخص قیامت کے دن قلبِ سلیم یعنی دنیا کی لذتوں، رغبتوں، چاہتوں اور شہوتوں سے کنارہ کش دل، دنیا کی آرزوؤں اور خواہشوں سے پاک دل، اللہ کے ذکر اور اس کی محبت و معرفت سے معمور دل لے کر آئے گا، تو یہی قلبِ سلیم اس کو نفع دے گا۔

قلوب کی اقسام

دل کی تین اقسام ہیں:

۱۔ قلبِ سلیم (قلبِ صحیح/ قلبِ حیی)

۲۔ قلبِ میت (مردہ دل)   ۳۔ قلبِ مریض (بیمار دل)

قرآن مجید نے جہاں قلبِ سلیم کا ذکر کیا وہاں قلبِ مریض کے بھی احوال بیان کئے ہیں، ارشاد فرمایا:

فِیْ قُلُوْبِهِمْ مَّرَضٌ لا فَزَادَهُمُ اللهُ مَرَضاً.

''ان کے دلوں میں بیماری ہے، پس اللہ تعالیٰ نے ان کی بیماری کو اور بڑھا دیا''۔ (البقرہ، ۲: ۱۰)

دل کی بیماری ایسی ہے جسے لاحق ہوجائے تو پھر اللہ کی خاص توفیق اور عنایت کے بغیر ختم نہیں ہوتی۔

یاد رہے کہ قلب سے مراد محض گوشت کا لوتھڑا نہیں جو ہمارے سینے میں ہے اور انتقالِ خون کا باعث بنتا ہے، بلکہ اس کے اندر ایک اور دل ہے جو اس دل کا برتن اور مقام ہے، جس کے بارے میں اللہ رب العزت کا ارشاد ہے:

اِنَّ السَّمْعَ وَالْبَصَرَ وَالْفُؤَادَ کُلُّ اُولٰٓئِکَ کَانَ عَنْهُ مَسْئُوْلًا. (بنی اسرائیل، ۱۷: ۳۶)

''بے شک کان اور آنکھ اور دل ان میں سے ہر ایک سے باز پرس ہوگی''۔

کانوں نے سنا کیا تھا، آنکھوں نے دیکھا کیا تھا، دل نے چاہا کیا تھا، ہر ایک سے باز پرس ہوگی۔ دل کا تعلق چاہتوں، رغبتوں، خواہشوں اور آرزوؤں سے ہے۔ لہٰذا جب وہ نفسانی شہوتوں کا شکار اور دنیاوی لذات کا طالب ہوتا ہے تو وہ مریض ہوجاتا ہے۔

دل پر نفس اور روح کے اثرات

دل نفس اور روح کے دو کناروں کے درمیان ہے:

☆ خطاب نمبر: FO.22، مقام: لاہور، تاریخ: 20-10-2006

۱۔ دل کے ایک طرف نفس ہے جو برائی، شہوتوں، رغبت اور منفی خصوصیات کا منبع ہے۔ اس کی اصل حالت اماریت ہے۔ فرمایا:

اِنَّ النَّفْسَ لَاَمَّارَةٌ بِالسُّوْٓءِ. (یوسف، ۱۲: ۵۳)

’’بے شک نفس تو برائی کا بہت ہی حکم دینے والا ہے‘‘۔

گویا نفس اس ناسوتی دنیا کے اغراض، مادی لذتوں اور اندھیر نگری کا نمائندہ ہے۔

۲۔ دل کے دوسری طرف روح ہے۔ روح ملاءِ اعلیٰ کی نمائندہ ہے۔ اللہ رب العزت نے تخلیقِ بشریت میں بھی دو باتوں کا ذکر کیا ہے:

اِنِّیْ خَالِقٌۢ بَشَرًا مِّنْ صَلْصَالٍ مِّنْ حَمَاٍ مَّسْنُوْنٍ.

’’میں سِن رسیدہ (اور) سیاہ بودار، بجنے والے گارے سے ایک بشری پیکر پیدا کرنے والا ہوں‘‘۔ (الحجر، ۱۵: ۲۸)

وہ مادہ جس سے انسان کی تخلیق ہوئی اس میں سیاہ اور بدبودار ہونے کے ساتھ ساتھ اور بھی بہت سے منفی رجحانات پائے جاتے تھے، ان تمام منفی رجحانات کا حامل پیکر بشریت وجود میں لاکر فرمایا:

فَاِذَا سَوَّیْتُهٗ وَنَفَخْتُ فِیْهِ مِنْ رُّوْحِیْ فَقَعُوْا لَهٗ سٰجِدِیْنَ.

’’پھر جب میں اس کی (ظاہری) تشکیل کو کامل طور پر درست حالت میں لا چکوں اور اس پیکر (بشری کے باطن) میں اپنی (نورانی) روح پھونک دوں تو تم اس کے لیے سجدہ میں گر پڑنا‘‘۔ (الحجر، ۱۵: ۲۹)

یہاں یہ بات سمجھنا ضروری ہے کہ یہ سجدۂ تعظیم، صلصال اور حماء مسنون کے مرقع پیکرِ بشریت کو نہیں کیا جارہا ہے بلکہ اس نور کی تعظیم کی جارہی ہے جو انسان کے چراغدان (جسم) میں رب نے رکھ دیا ہے، جس کی نمائندہ روح ہے جبکہ گلے سڑے بدبو دار گارے سے بنے پیکرِ بشریت کا نمائندہ نفس ہے۔ خصوصیات کے اعتبار سے نفس منفی رجحانات کا جبکہ روح عالمِ انوار اور عالمِ تجلیات کی منبع ہے۔ نفس اس دنیا کا نمائندہ ہے جبکہ روح ملاءِ اعلیٰ، عالمِ ملکوت، عالمِ جبروت اور عالمِ لاہوت کی۔ رب کائنات نے اس دل کو ان دو نمائندوں کے درمیان رکھ دیا۔

نفس بھی دل پر اثر انداز ہوتا ہے اور چاہتا ہے دل میری طرح بن جائے جبکہ روح بھی کوشش کرتی اور اثر ڈالتی ہے کہ دل میری طرح بن جائے۔۔۔ نفس چاہتا ہے کہ بندے کا دل ناسوتی بن جائے جبکہ روح کہتی ہے ملکوتی بن جائے۔۔۔ نفس چاہتا ہے کہ یہ دل ظلماتی دل بن جائے جبکہ روح دل کو نورانی بنانا چاہتی ہے۔۔۔ نفس چاہتا ہے کہ یہ دنیاوی خواہشات و شہوات کے ساتھ معلق رہے جبکہ روح چاہتی ہے کہ یہ عالمِ جبروت، اللہ کی قربت اور اُس بارگاہ کی لذتوں و راحتوں کے ساتھ جڑا رہے۔۔۔ نفس چاہتا ہے کہ دل دنیا کے لالچ میں گم رہے جبکہ روح چاہتی ہے کہ یہ الست بربکم کی آنے والی پیاری آواز کے جواب میں ہمیشہ قالوا بلی کہتا رہے۔ نفس اور روح دونوں دل کو اپنی اپنی طرف کھینچتے ہیں، اگر نفس بازی جیت جائے تو دل مریض و مردہ ہوجاتا ہے اور اگر اس جنگ میں جیت روح کی ہوجائے تو دل زندہ اور قلبِ سلیم ہوجاتا ہے۔

دل جسمِ انسانی کی سلطنت کا تخت ہے۔ روح چاہتی ہے یہاں میری حکومت ہو، تاکہ دل کے عرش پر ملاءِ اعلیٰ کے انوار اتریں، فرشتوں، تجلیات، الہامات، برکات اور حسنات کا نزول ہو۔ دل سے ایسا دروازہ کھلے جس کا تعلق آسمانوں سے ماورا عرش تک کی دنیا سے جڑ جائے اور عالمِ بالا میں ہونے والی صدائیں اُسے سنائی دیں، جو مناجات اور ذکر واذکار ملائکہ کرتے ہیں اس کی بازگشت دل میں بھی سنائی دے تاکہ بندہ چلتا تو فرش پر ہو مگر اسے کیفیت عرش کی حاصل ہو۔

نفس چاہتا ہے کہ دل مریض ہوجائے، اس کا تعلق ملاءِ اعلیٰ سے کٹ جائے، مولیٰ اور عالمِ انوار سے اس کا تعلق کٹ جائے اور یہ اندھیری دنیا میں رہے، حرص وہوس کی دنیا میں رہے، زیب وزینت اور آرائش دنیا کا ہوکر رہے اور تباہی وبربادی کا شکار بنے۔

روح چاہتی ہے قلب کے تخت پر حکومتِ الٰہیہ قائم ہو جبکہ نفس چاہتا ہے شیطانی حکومت قائم ہو۔ گویا یہ نفس اور روح کی ایک جنگ ہے۔ ارشاد فرمایا:

لِّیَجْعَلَ مَا یُلْقِی الشَّیْطٰنُ فِتْنَةً لِّلَّذِیْنَ فِیْ قُلُوْبِهِمْ مَّرَضٌ وَّالْقَاسِیَةِ قُلُوْبُهُمْ ط وَاِنَّ الظّٰلِمِیْنَ لَفِیْ شِقَاقٍ بَعِیْدٍ.

’’(یہ اس لیے ہوتا ہے) تاکہ اللہ ان (باطل خیالات اور فاسد شبہات) کو جو شیطان (لوگوں کے ذہنوں میں) ڈالتا ہے ایسے لوگوں کے لیے آزمائش بنا دے جن کے دلوں میں (منافقت کی) بیماری ہے اور جن لوگوں کے دل (کفر و عناد کے باعث) سخت ہیں، اور بے شک ظالم لوگ بڑی شدید مخالفت میں مبتلا ہیں‘‘۔ (الحج،۲۲:۵۳)

شیطان اور نفس اسی کوشش میں لگے ہوئے ہیں کہ دل فتنے میں مبتلا ہو۔ یہ دونوں قوتیں دل کو مریض کرنا چاہتی ہیں جبکہ روح کی طاقت دل کو صحت مند کرنا چاہتی ہے۔

روحانی دل کے امور

ہر عضو کا ایک کام (Function) ہے اگر وہ صحیح کام کرے تو اس کا مطلب ہے وہ صحت مند ہے اور اگر وہ اپنا کام نہ کرے تو بیمار ہے۔ اسی طرح دل کا بھی اپنا کام (Function) ہے۔ جسمانی دل خون کی سرکولیشن کے لیے پیدا کیا گیا ہے جبکہ روحانی دل کو پانچ قسم کے امور لازم ہیں:

۱۔ وہ دل اللہ اور اس کے رسول ﷺ سے محبت کرے۔

۲۔ وہ اللہ کی طرف رجوع کرے۔

۳۔ وہ اللہ کی ملاقات کا شوق رکھے۔

۴۔ وہ اللہ کی طرف رغبت رکھے۔

۵۔ وہ اللہ کی معرفت حاصل کرے۔

روحانی دل ان پانچ مقاصد کی خاطر زندگی کی تمام شہوتوں اور خواہشات کو قربان کرنے کے لیے پیدا کیا گیا ہے۔ جس طرح جسم کو صحیح، صحت مند اور طاقتور رکھنے کے لئے دنیاوی خوراک کی ضرورت ہوتی ہے، اسی طرح دل کو بھی صحت مند و توانا رکھنے کے لیے روحانی خوراک کی ضرورت ہوتی ہے اور وہ اللہ تعالیٰ کا ذکر ہے۔ روحانی دل کی خوراک و غذاء اللہ اور اللہ کے رسول ﷺ کی محبت ہے اور اللہ سے ملاقات کا شوق دل کی حیات ہے۔

شوقِ لقاء میں اگر دل کو لذت ملے تو یہ دل کی راحت ہے، ورنہ دعا کے طور پر تو ہر کوئی کہہ لے گا کہ اے اللہ! ہمیں اپنی ملاقات کا شوق عطا کر تاکہ ہم تیرا دیدار کرسکیں، اگر اس خواہشِ دیدار کی کیفیت میں دل کو راحت و سرور ملے تو سمجھیں کہ دل قلبِ سلیم ہے اور اگر دل کا التفات اور رجحان و رغبت اللہ تعالیٰ کے بجائے غیر کی طرف ہو تو یہ دل کی بیماری ہے۔ یعنی اگر دل کی رغبت مال، حرص و لالچ، جاہ و منصب، عزت وشہرت کی طرف ہو تو سمجھیں کہ دل بیمار ہے۔ اگر غیر کی طرف دل جھک جائے تو سمجھیں مریض ہے اور اگر غیر کا التفات چھوڑ کر صرف اللہ کی طرف رجوع کرلے تو سمجھیں کہ اس کا علاج ہوگیا ہے۔ غیر کی طرف التفات نہ کرکے دوبارہ اللہ کی طرف رجوع کرنا اس مرض کی دوا ہے۔

حضرت یحییٰ بن معاذ نے فرمایا:

قلبِ سلیم کی علامت یہ ہے کہ جس بندے کی آنکھیں اللہ سے ملاقات اور اللہ کے دیدار کے بغیر ٹھنڈی ہی نہ ہوں، اس کا دل قلبِ سلیم اور قلبِ صحیح ہے اور جس شخص کی آنکھیں اللہ کی محبت اور اس کے شوقِ لقاء میں ٹھنڈی ہوگئیں، اس کو جو بھی دیکھے گا اس کی آنکھیں بھی ٹھنڈی ہوں گی۔

قلبِ سلیم کی علامات

وہ دل جو صحیح معنیٰ میں اللہ رب العزت کی بارگاہ میں جھکنے والا ہے اور جس پر روح کی حکمرانی ہے، اس صحت مند دل اور قلبِ سلیم کی درج ذیل علامات ہیں:

۱۔ اللہ کی یاد میں مصروف

قلبِ سلیم کی پہلی علامت یہ ہے کہ وہ کبھی اللہ کی یاد سے غافل نہیں ہوتا۔ ارشاد فرمایا:

وَلَا تُطِعْ مَنْ اَغْفَلْنَا قَلْبَهٗ عَنْ ذِكْرِنَا وَاتَّبَعَ هَوٰهُ وَكَانَ اَمْرُهٗ فُرُطًا○ (الکهف،۱۸:۲۸)

’’اور تو اس شخص کی اطاعت (بھی) نہ کر جس کے دل کو ہم نے اپنے ذکر سے غافل کردیا ہے اور وہ اپنی ہوائے نفس کی پیروی کرتا ہے اور اس کا حال حد سے گزر گیا ہے‘‘۔

یعنی جس کے دل کو ہم نے اپنی یاد سے غافل کردیا ہے اے بندے! ان کے پیچھے نہ پھرا کر، ان کی پیروی نہ کر، ان کا کہنا نہ مان، ان کی خدمت نہ کر۔ اس لیے کہ وہ پیروی کیے جانے کے قابل ہی نہیں ہیں۔

جو دل ہر وقت اللہ کی یاد میں مست رہتے ہیں، وہی

خدمت اور دیدار کے بھی لائق ہوتے ہیں۔ ارشاد فرمایا:

وَاصْبِرْ نَفْسَکَ مَعَ الَّذِیْنَ یَدْعُوْنَ رَبَّهُمْ بِالْغَدٰوةِ وَالْعَشِیِّ یُرِیْدُوْنَ وَجْهَهٗ وَلَا تَعْدُ عَیْنٰکَ عَنْهُمْ ج تُرِیْدُ زِیْنَةَ الْحَیٰوةِ الدُّنْیَا. (الکهف، ۱۸:۲۸)

’’(اے میرے بندے!) تو اپنے آپ کو ان لوگوں کی سنگت میں جمائے رکھا کر جو صبح و شام اپنے رب کو یاد کرتے ہیں اس کی رضا کے طلب گار رہتے ہیں (اس کی دید کے متمنی اور اس کا مکھڑا تکنے کے آرزو مند ہیں) تیری (محبت اور توجہ کی) نگاہیں ان سے نہ ہٹیں، کیا تو (ان فقیروں سے دھیان ہٹا کر) دنیوی زندگی کی آرائش چاہتا ہے‘‘۔

جو صبح و شام اپنے رب کے ذکر، اس کی یاد، بندگی اور خدمت میں گم رہیں۔ اے بندے! تو ان کی مجلس اور سنگت میں بیٹھ اور اپنی نظر بھی ان سے نہ ہٹا کیونکہ ان کی دید سے تیری آنکھیں ٹھنڈی ہوں گی۔ اگر تیری آنکھیں اللہ کے ان بندوں سے ہٹ گئیں تو ترید زینة الحیوة الدنیا، تو دنیا کی زینتوں میں گم ہوجائے گا۔ لہٰذا ان کو تکنا اللہ کو یاد رکھنے کا سبب ہوتا ہے۔

۲۔ اللہ کے احکامات کی پیروی

قلبِ سلیم کی دوسری علامت یہ ہے کہ بندہ زندگی میں کبھی اللہ کی خدمت ترک نہ کرے بلکہ ہر وقت اللہ کی نوکری میں رہے۔ صبح سے شام اس کا وظیفۂ حیات اللہ کی رضا کے مطابق ہو۔ نماز پڑھنے کا وقت ہے تو نماز پڑھے، روزہ رکھنے کا وقت ہے تو روزہ رکھے، حلال کھائے، حرام سے بچے، جس طرف نہ دیکھنے کا حکم ہے، اس سے آنکھ بند کرے۔ جس کو چاہنے کا حکم ہے، اس کو چاہے، جدھر اللہ چلائے، ادھر چلے۔ جہاں بٹھائے، وہاں بیٹھے۔ جہاں سے روکے، وہاں سے رک جائے۔ ہر وقت اس کی خدمت میں رہے۔ جس کا دل ہمہ وقت اللہ کی خدمت میں اس طرح ہوجائے تو سمجھیں یہ صحت مند دل والا ہے۔

۳۔ عدمِ اطاعت پر اظہارِ تاسف

قلبِ سلیم کی تیسری علامت یہ ہے کہ اگر کبھی اللہ کی خدمت کا ایک وظیفہ یا کوئی عمل ترک ہوجائے تو اس کے دل کو اتنا افسوس، دکھ اور غم ہو کہ جتنا کسی حرصِ دنیا رکھنے والے کو مال و دولت کے چھن جانے اور نقصان پر ہوتا ہے۔ اللہ کی بندگی کا شوق، رغبت اور چاہت اتنی شدت کی ہو کہ جتنی بھوکے کو کھانے کی چاہت ہوتی ہے اور پیاسے کو ٹھنڈے پانی کی طلب ہوتی ہے۔ سخت گرمی کے موسم میں شدتِ پیاس کی حالت میں بندے کو ٹھنڈے پانی کے حصول سے جتنی لذت ملتی ہے، اس سے کروڑ گنا بڑھ کر اس کو رب کی خدمت، محبت اور عبادت میں لذت ملے تو سمجھیں کہ وہ دل صحت مند دل ہے۔

۴۔ دنیا کے غموں سے بے نیازی

قلبِ سلیم کی چوتھی علامت یہ ہے کہ وہ بندہ جب نماز میں داخل ہو، اللہ کے ذکر، عبادت اور اللہ کی یاد میں محو ہو تو دنیا کے سب غم اس طرح بھول جائیں جیسے کوئی غم تھا ہی نہیں۔ اس پیمانہ پر ہر بندہ اپنے آپ کو پرکھ سکتا ہے کہ اس کا دل مریض ہے یا صحت مند ہے۔ صحت و سلامتی والا دل وہی ہے جو دنیا کے سارے غم ذکرِ الٰہی، خدمتِ الٰہی اور عبادتِ الٰہی کے لمحہ میں بھول جائے۔ اس کا دل کبھی غیر سے مانوس نہ ہو۔ اس کو انس، رغبت، راحت، سکون اور لذت جب بھی آئے، اللہ اور اللہ کے رسول ﷺ کی یاد میں آئے اور وہ غیر کی طرف نہ جائے۔

۵۔ غمِ الٰہی کا غلبہ

صحت مند دل کی پانچویں علامت یہ ہے کہ بندے کو ہر غم چھوڑ کر صرف ایک ہی غم ہو۔ تجارتِ دنیا میں نفع ہوتا ہے یا نقصان، ثمراتِ دنیا ملتے ہیں یا نہیں، بندہ ان کو دنیا کے ضابطوں کے مطابق ڈیل بھی کرے مگر ان کا غم دل کو نہ لگائے۔ اگر کوئی غم دل کو لگے تو وہ ایک ہی غم ہو اور وہ اللہ تعالیٰ کی حکم عدولی کا غم ہو کہ کہیں میرا مالک مجھ سے ناراض نہ ہوجائے، مجھے اپنے دیدار سے محروم نہ کردے اور مجھ پر خفا نہ ہوجائے۔

۶۔ خلوص اور صدقِ نیت

قلبِ سلیم کی چھٹی علامت یہ ہے کہ بندے کی حسنِ نیت اس کمال درجے پر ہو کہ وہ جو کام بھی کرے اس میں نیت خالص اور لوجہ اللہ ہو۔ کسی سے سنگت اور دوستی بنائے تو وہ بھی

صرف اللہ کے لئے ہو، کسی سے محبت کرے تو وہ بھی صرف اللہ کے لئے، کسی سے دشمنی کرے تو بھی اللہ کے لئے، مال کمائے تو بھی اللہ کے لئے، خرچ کرے تو بھی اللہ کے لئے، کسی کے پاس جا کر مجلس میں بیٹھے تو بھی اللہ کے لئے اور کسی کو چھوڑ دے تو بھی اللہ کے لئے۔ لہٰذا جب دل درست اور صحت مند ہوجاتا ہے تو وہ کثرتِ عمل کی بجائے حسنِ عمل کی طرف خیال کرتا ہے۔ وہ اعمال اور ثوابوں کے ڈھیر کے پیچھے نہیں جاتا بلکہ وہ اس عمل کی خالصیت پر توجہ دیتا ہے۔

یاد رکھیں! یہ بھی دل کا مرض ہے کہ بندہ ثواب اور درجات کی تجارت میں لگا رہتا ہے۔ اگر دل صحیح ہوجائے تو اسے نہ دنیا کے درجات سے دلچسپی رہتی ہے اور نہ جنت کے محلات سے۔ اس کی دلچسپی، لذت، راحت، خوشی، کیف اور سرور صرف اس بات میں ہے کہ جو کروں خالص اللہ کے لئے کروں تاکہ وہ راضی ہو جائے۔

قلبِ سلیم کا حصول کیونکر ممکن ہے؟

قلبِ سلیم اور صحت مند دل کے حصول کے لیے بھی اسلامی تعلیمات ہمیں رہنمائی فراہم کرتی ہیں۔ دل کو صحت مند کرنے اور قلبِ سلیم کے درجہ پر فائز کرنے کے درج ذیل طریقے ہیں:

۱۔ صحبتِ صالحہ ۲۔ حسنِ نیت

۱۔ صحبتِ صالحہ

صحبتِ صالحہ اللہ والوں کی صحبت ہے اور اللہ والوں کی صحبت ہی حقیقت میں اللہ کی صحبت ہے۔ جو لوگ اس کی یاد زندہ کر لیتے ہیں وہ اللہ کے ہم جلیس ہوجاتے ہیں، مگر افسوس کہ ہم نے اس کی یاد مردہ کر دی ہے۔ ہم نے اللہ تعالیٰ اور اپنے مابین خود ہی غفلت کا حجاب اور پردہ ڈال دیا ہے، حالانکہ وہ تو ہماری شہ رگ سے بھی زیادہ قریب ہے۔ جو لوگ غفلت کا پردہ اٹھا دیتے ہیں، ان کو اس کی قربت اور ہم نشینی نصیب ہو جاتی ہے۔ اللہ رب العزت نے فرمایا:

اَلْاَخِلَّآءُ يَوْمَئِذٍم بَعْضُهُمْ لِبَعْضٍ عَدُوٌّ اِلَّا الْمُتَّقِيْنَ.

’’سارے دوست و احباب اُس دن ایک دوسرے کے دشمن ہوں گے سوائے پرہیزگاروں کے (انہی کی دوستی اور ولایت کام آئے گی)‘‘۔ (الزخرف، ۴۳: ۶۷)

یعنی قیامت کے دن اللہ والوں کی دوستی اور رفاقت کے سوا کوئی صحبت اور دوستی کام نہیں آئے گی، صرف اللہ والوں کی سنگت قائم رہے گی اور اللہ والوں کے پاس گذرے ہوئے لمحے کام آئیں گے۔ قلبِ سلیم کے حصول کی شرط ہے کہ ابرار کے ساتھ شامل ہوجائیں۔ اس کے لیے اللہ رب العزت نے اصول دیتے ہوئے فرمایا:

صِرَاطَ الَّذِيْنَ اَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ غَيْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّآلِّيْنَo (الفاتحه، ۶.۷)

’’اُن لوگوں کا راستہ جن پر تو نے اِنعام فرمایا۔ ان لوگوں کا نہیں جن پر غضب کیا گیا ہے اور نہ (ہی) گمراہوں کا‘‘۔

یعنی اگر ہدایت لینی ہے تو ان کی صحبت میں رہو جن پر میرا انعام ہوتا ہے اور ان کی صحبت چھوڑ دو جن پر میں غضبناک ہوتا ہوں۔ یہ نہیں کہ دونوں سنگتیں ساتھ چلیں، اگر اس طرح کیا تو پھر کمائی بھی نقصان میں بدل جاتی ہے۔

جلیسِ صالح کی مثال عطار کی دکان کی طرح ہے۔ اگر آپ عطار کے پاس بیٹھیں تو کچھ نہ کچھ کستوری عنبر دے گا۔ اگر خوشبو نہیں دے گا تو کم از کم خوشبو کے حلے تو آ ہی جائیں گے، محروم نہیں لوٹو گے۔ جبکہ برے لوگوں کی مجلس اور صحبت لوہار کی دوکان کی طرح ہے۔ اگر اس کے پاس بیٹھو گے تو وہ تمہارے کپڑے جلا دے گا، اگر کپڑے نہیں جلائے گا تو کم از کم اس سے گرم ہوا اور حرارت کی شدت تو تم تک ضرور پہنچے گی۔

حضرت کعب بن الاحبار فرماتے ہیں کہ

اِنَّ اللّٰهَ عَزَّوَجَلَّ كَتَبَ كَلِمَتَيْنِ وَوَضَعَهُمَا تَحْتَ الْعَرْشِ قَبْلَ اَنْ يَخْلُقَ الْخَلْقَ وَلَمْ يُعْلِمِ الْمَلَائِكَةَ عَنْ عِلْمِهِمَا وَاَنَا اَعْلَمُ بِهِمَا.

(سمرقندی، تنبیہ الغافلین باحادیث سید الانبیاء والمرسلین، ص: ۴۳۹۰)

مخلوق پیدا کرنے سے بھی پہلے اللہ نے اپنے عرش کے نیچے دو باتیں لکھ دی تھیں۔ وہ دو باتیں ایسی تھیں جو نامہ اعمال لکھنے والے فرشتوں کو بھی نہیں بتائی تھیں۔

پوچھا گیا: وہ دو باتیں کون سی تھیں؟ فرمایا:

۱۔ ایک بات اللہ تعالیٰ نے یہ کہی کہ ایک شخص نے کثرت

سے نیک عمل کیے مگر بعد میں فاسق و فاجر ہوگیا اور اللہ کے نافرمانوں کی صحبت میں جا بیٹھا تو اس کے تمام عمل رائیگاں جائیں گے اور اس کو فاسقوں اور فاجر لوگوں کے ساتھ اٹھایا جائے گا۔

۲۔ دوسرا کلمہ اللہ تعالیٰ نے یہ لکھ دیا تھا کہ اگر کسی نے زندگی میں گناہ کیے تھے، فسق و فجور کیے تھے، اِس ساری گناہوں بھری زندگی کے بعد اسے خیال آ گیا کہ صحبتِ ابرار اختیار کروں اور پھر وہ نیکوں کی صحبت میں چلا گیا تو اللہ اس کے تمام گناہ مٹا دے گا اور وہ قیامت کے دن ابرار کے ساتھ اٹھایا جائے گا۔

اس لیے جب سنگت اور صحبت کا فیصلہ کرو تو سوچا کرو کہ کس کی سنگت اور دوستی کے حلقہ میں داخل ہورہے ہو۔ اس صحبت و سنگت کے اثرات قلب پر پڑتے ہیں اور دل کے اثرات نے قیامت تک اپنا کام کرنا ہے۔ لہٰذا سنگت، دوستی اور کسی مجلس میں بیٹھنے کا جب فیصلہ کرو تو دیکھ کر کرو کہ اس کی دوستی، صحبت، سنگت اور مجلس دل پر کیا اثر کرے گی۔

صحبت کے اثرات

اولیاء اللہ اور عرفاء نے کہا ہے کہ

☆ اگر دنیا داروں کی مجلس وصحبت میں بیٹھنا شروع کرو گے تو رفتہ رفتہ یہ مجلس آپ کے دل میں دنیا کی محبت و رغبت پیدا کرے گی۔ چوبیس گھنٹے مال و دولت کی بات کریں گے، نئے منصوبے اور نئے کلام ان کی مجلس وصحبت میں سننے کو ملیں گے، گویا ان کی مجلس وصحبت میں بات دنیا ہی کی ہوگی۔

☆ اگر فقراء کی مجلس میں بیٹھو گے تو دل میں اللہ کی فکر آئے گی۔

☆ غریبوں کی مجلس میں بیٹھو گے تو دل میں اللہ کا شکر آئے گا اور اللہ کی نعمتوں کو یاد کرو گے۔

☆ اگر بادشاہ، امراء، وزراء اور سلاطین کی مجلس میں بیٹھو گے تو دل میں تکبر، سختی اور رعونت آئے گی۔

☆ عورتوں کی مجلس میں زیادہ بیٹھو گے تو دل میں شہوت آئے گی۔

☆ بچوں اور جوان لڑکوں کی صحبت میں بیٹھو گے تو لعب ولھو کی رغبت پیدا ہوگی، دل کھیل تماشے کی طرف راغب ہوگا۔

☆ غافل، گنہگار، فاسق، دائمی شرابی، زانی اور دنیا بھر کے گناہ کرنے والوں کی مجلسوں اور صحبتوں میں بیٹھو گے تو گناہ کرنے پر دل جاری ہو جائے گا۔ کبھی چھوٹا سا گناہ کرنے پر بھی خوف آتا تھا، لیکن اب بڑے سے بڑا گناہ کرنے پر بھی ڈر نہیں آئے گا اور گناہ کرنے کی جسارت پیدا ہو جائے گی۔

☆ صالحین کی مجلس میں بیٹھو گے تو عبادتوں کا شوق پیدا ہوگا، اللہ کی یاد پیدا ہوگی، آخرت کا خوف اور خشیت پیدا ہوگی۔

☆ علماء و صالحین کی مجلس میں بیٹھو گے تو علم آئے گا۔

الغرض جس کی بھی صحبت اختیار کریں، ہر صحبت اثر چھوڑتی ہے اور وہ اثر دل پر ہوتا ہے۔ یا وہ صحبت دل کو مریض کرتی ہے یا دل کو صحیح اور سلیم کرتی ہے۔ صالح اور نیک صحبت چونکہ ہر وقت اللہ کی یاد کی صحبت ہے، لہٰذا اللہ والوں کی مجلس اور صحبت میں جب بھی بیٹھیں گے تو وہ کسی نہ کسی طریق میں اللہ کی بات سنا دیں گے، اللہ کی اطاعت کی بات سنا دیں گے، کبھی اللہ کی نعمتوں کا ذکر کریں گے اور کبھی اس کے حسن و جمال کا، کبھی آخرت کا، کبھی اس کے دیدار کا، کبھی اس کی عنایات کا ذکر، الغرض کسی نہ کسی طریق پر ان کی بات اللہ کی بات پر ختم ہوگی۔ یاد رکھیں! صحبتِ صالح شکلوں اور جبوں، قبوں سے نہیں ہوتی بلکہ دل سے صحبت بنتی ہے۔ بلھے شاہ صاحب کہتے ہیں:

باروں دھوویں لتاں گوڈے تے تیرے اندر رہی پلیتی
دنیا دارا رب دے نال وی تو چار سو وی چا کیتی

صحبت کی سادہ علامت یہ ہے کہ جس مجلس میں بیٹھیں اور جب اٹھ کر واپس جائیں تو دل کا حال دیکھیں، اگر دل اللہ کی طرف راغب کرکے جا رہے ہیں تو پھر پلٹ کر بھی آنا، اس لیے کہ یہ صحبت اللہ کی یاد دلانے والی صحبت تھی اور اگر ساری ساری رات بیٹھے اور دل اللہ کی اور آخرت کی طرف راغب ہونے کی بجائے غفلت میں مبتلا رہا، نمازیں چھوٹنے لگیں، عبادت ترک ہونے لگی، للّٰہیت نہ رہی تو سمجھیں کہ زہر کھا رہے ہیں۔

امام حسن بصریؒ فرمایا کرتے تھے کہ لوگو! جب کسی کی صحبت اور سنگت کو اختیار کرو تو پہلے یہ فیصلہ کرو کہ یہ سنگت اور صحبت قیامت کے دن بھی کام آئے گی یا نہیں؟ اگر وہ سنگت وصحبت قیامت میں کام آنے والی ہو تو اسے اختیار کرو، ورنہ چھوڑ دو۔ اس لیے کہ جس دوستی نے قیامت کے دن کام نہیں آنا، وہ دوستی یہاں بھی بے کار ہے۔

ایسی مجلس میں بیٹھیں جہاں دل کی زندگی کا خیال رکھا جائے، جہاں دین کی فکر ہو، آخرت کی فکر ہو، اصلاح کی بات ہو، نیکی اور بھلائی کی بات ہو، اللہ کا ذکر، اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی محبت اور دین کی بات ہو۔ اگر مجالس کے ایسے موضوعات ہوں تو دل زندہ ہوگا۔

دل کو زندہ یا مردہ کرنے کا پہلا علاج صحبت ہے۔ ایسی صحبت اختیار نہ کریں جس میں برائی کی بات ہو۔ جو شخص دوسرے کی برائی دیکھتا ہے، وہ مرتے دم تک اپنی برائی نہیں دیکھ سکے گا۔ اسے ایک ہی برائی نظر آئے گی اپنی یا دوسرے کی۔ جن کو آخرت کی فکر ہوتی ہے وہ صرف اپنی برائی دیکھتے ہیں، انہیں دوسروں کی برائی کا فکر ہی نہیں ہوتا۔

۲۔ حسنِ نیت

صحبت صالحہ کے بعد دوسری بڑی اہم چیز جو سلامتی قلب اور دل کو زندہ کرنے کے لئے ہے وہ حسنِ نیت ہے۔ حسنِ نیت مومن کے عمل سے بھی زیادہ اعلیٰ اور قیمتی چیز ہے۔ حضور ﷺ نے فرمایا:

نِیَّةُ الْمُؤْمِنِ خَیْرٌ مِّنْ عَمَلِهٖ وَعَمَلُ الْمُنَافِقِ خَیْرٌ مِّنْ نِیَّتِهٖ. (المعجم الکبیر، ج:۶، ص:۱۸۵)

’’مومن کی نیت اس کے عمل سے بھی بہتر ہوتی ہے اور منافق کا عمل اس کی نیت سے بہتر ہوتا ہے‘‘۔

عمل کم ہو اور اس میں حسنِ نیت زیادہ ہو تو وہ قلیل عمل بھی کثیر بن جاتا ہے۔ منافق کا عمل زیادہ دکھائی دے گا مگر نیت حسین و جمیل صاف شفاف نہیں ہوگی، خالص نہیں ہوگی، نیت میں ریا ہوگی، دکھاوا ہوگا، ملاوٹ ہوگی۔ مومن کا عمل قلیل ہوگا مگر حسن نیت کی وجہ سے وہ قلیل عمل کثیر بن جائے گا۔ اگر انسان ہر کام میں حسنِ نیت رکھے تو دل کا مرض دور ہوتا ہے اور دل صحت مند ہوتا ہے۔ ارشاد فرمایا:

وَ یُطْعِمُوْنَ الطَّعَامَ عَلٰی حُبِّهٖ مِسْکِیْنًا وَّیَتِیْمًا وَّاَسِیْرًا.

’’اور (اپنا) کھانا اللہ کی محبت میں (خود اس کی طلب و حاجت ہونے کے باوُجود اِیثاراً) محتاج کو اور یتیم کو اور قیدی کو کھلا دیتے ہیں‘‘۔ (الدھر، ۷۶:۸)

آیت مبارکہ میں تلقین و تاکید ’’علی حبه‘‘ پر ہے۔ کھانا ہر کوئی کھلاتا ہے مگر کھانا کھلانے سے بات نہیں بنتی۔ فرمایا: علٰی حبه یعنی کس نیت سے کھلایا ہے، اس کو دیکھا جاتا ہے۔ اگر نیت مولا کی رضا ہے تو ایک سوکھی روٹی کا کھلا دینا بھی ہزار روپے کے خرچ کرنے سے اعلیٰ ہے۔ آقا ﷺ نے فرمایا:

ان بدلاء امتی، لم یدخلوا الجنه بکثرت صوم ولا صلاة ولکن یدخلوها برحمة الله وسلامة الصدور وسخاوة الانفس والرحمة لجمیع المسلمین. (کنزالعمال، ج:۱۲، ص:۸۵، رقم:۳۴۶۰۵)

’’میری امت کے ابدال اور بہت سے اولیاء نماز، روزہ کی کثرت کی وجہ سے نہیں بلکہ اللہ کی رحمت اور دلوں کی سلامتی اور نفوس کی سخاوت اور تمام مسلمانوں کیلئے پیکرِ رحمت ہونے کی وجہ سے جنت میں جائیں گے‘‘۔

اگر ہم قلبِ سلیم کے حصول کے لیے صحبتِ صالحہ اور حسنِ نیت کو اپنالیں تو ہمارا دل بھی قلبِ سلیم کے درجہ پر فائز ہوسکتا ہے اور پھر یہی قلبِ سلیم ہمارے لیے روزِ قیامت نفع بخش ثابت ہوگا۔ اللہ تعالیٰ ہمارے دلوں کو صحت عطا فرمائے اور ہمیں روحانی امراض سے محفوظ فرمائے۔ آمین بجاہ سیدالمرسلین ﷺ

❁❁❁❁❁

﴿اظہارِ تعزیت﴾

☆ پاکستان عوامی تحریک کے سینئر رہنما، ممبر سنٹرل کور کمیٹی محترم ڈاکٹر رحیق احمد عباسی کے بھائی محترم خلیق عباسی رضائے الٰہی سے انتقال کر گئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہرالقادری، محترم ڈاکٹر حسن محی الدین قادری، محترم ڈاکٹر حسین محی الدین قادری، ناظم اعلیٰ محترم خرم نواز گنڈا پور اور جملہ مرکزی قائدین و سٹاف ممبران نے مرحومین کے انتقال پر دلی رنج و غم کا اظہار کرتے ہوئے ان کی مغفرت و بخشش کے لئے خصوصی دعا کی۔ اللہ تعالیٰ مرحومین کو جنت الفردوس میں اعلیٰ مقام عطا فرمائے اور لواحقین کو صبر جمیل و اجر عظیم عطا فرمائے۔ آمین بجاہ سیدالمرسلین ﷺ

حج و قربانی کی اہمیت و فضیلت

اور اللہ کیلئے لوگوں پر اس گھر کا حج فرض ہے، جو بھی اس تک پہنچنے کی استطاعت رکھتا ہو: القرآن

فرمان رسول ﷺ: قربانی کے دن خون بہانے سے زیادہ، خدا کے نزدیک کوئی پسندیدہ عمل نہیں

مفتی عبدالقیوم خان ہزاروی

حج کا لغوی معنی ’’القصد‘‘ (ارادہ کرنا) ہے۔ جبکہ اصطلاح میں حج کا معنی ہے کہ

هُوَ عِبَارَةٌ عَنِ الْاَفْعَالِ الْمَخْصُوْصَةِ مِنَ الطَّوَافِ وَالْوُقُوْفِ فِي وَقْتِهِ، مُحْرِماً بِنِيَّةِ الْحَجِّ سَابِقاً.

’’حج افعال مخصوصہ مثلاً طواف اور وقوف اپنے وقت میں بحالت احرام پہلے سے ہی حج کی نیت سے ادا کرنے سے عبارت ہے‘‘۔ (الفتاوی الهندیة، ۱:۲۱۶)

قرآن وحدیث میں حج کی فضیلت واہمیت

حج اسلام کا بنیادی رکن ہے یہ ہر اس شخص پر زندگی میں ایک مرتبہ فرض ہے جو صاحب استطاعت ہو۔ حج، اسلام کی بنیادی تعلیمات میں سے ایک ایسا رکن ہے جو اجتماعیت اور اتحاد و یگانگت کا آئینہ دار ہے۔ قرآن کریم میں حج کی فرضیت کے حوالے سے اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

وَلِلّٰهِ عَلَى النَّاسِ حِجُّ الْبَيْتِ مَنِ اسْتَطَاعَ اِلَيْهِ سَبِيْلًا

’’اور اللہ کے لیے لوگوں پر اس گھر کا حج فرض ہے جو بھی اس تک پہنچنے کی استطاعت رکھتا ہو‘‘۔ (آل عمران: ۹۷)

حج کرنے والے کے لئے جنت ہے۔ حجاج کرام خدا کے مہمان ہوتے ہیں اور ان کی دعا قبولیت سے سرفراز ہوتی ہے۔ یہ نفوس ہر قسم کی برائی کا خاتمہ کرنے کا عہد کرتے ہوئے نیکیوں کے حصول کی جانب ایک نئے سفر کا آغاز کرتے ہیں۔ اگر کوئی شخص زندگی میں استطاعت کے باوجود حج نہ کرے تو وہ رب کائنات کی رحمتوں سے نہ صرف محروم ہوجاتا ہے بلکہ ہدایت کے راستے بھی اس کے لئے مسدود ہوجاتے ہیں۔

کتب احادیث میں سے ایسی کثیر روایات ہیں جن میں حج کی اہمیت وفضیلت بیان کی گئی ہے۔ ان میں سے چند ایک روایات ذیل میں درج کی جارہی ہیں:

۱۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ سے پوچھا گیا کہ کونسا عمل سب سے زیادہ فضیلت والا ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ’’اللہ اور اس کے رسول پر ایمان لانا‘‘۔ عرض کی گئی: پھر کونسا ہے؟ فرمایا کہ اللہ کی راہ میں جہاد کرنا‘‘۔

قِيلَ ثُمَّ مَاذَا؟ قَالَ: حَجٌّ مَبْرُورٌ

’’عرض کی گئی کہ پھر کونسا ہے؟ فرمایا کہ حج جو برائیوں سے پاک ہو‘‘۔ (بخاري، الصحيح، ۱:۱۸، رقم:۲۷)

۲۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے نبی کریم ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا:

مَنْ حَجَّ لِلّٰهِ فَلَمْ يَرْفُثْ وَلَمْ يَفْسُقْ رَجَعَ كَيَوْمِ وَلَدَتْهُ أُمُّهُ.

’’جو رضائے الٰہی کے لیے حج کرے جس میں نہ کوئی بیہودہ بات ہو اور نہ کسی گناہ کا ارتکاب۔ وہ ایسے لوٹے گا جیسے اس کی ماں نے ابھی جنا ہو‘‘۔

(مسلم، الصحیح، ۲:۹۸۳، رقم:۱۳۵۰)

۳۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ روایت فرماتے ہیں کہ حضور نبی اکرم ﷺ نے فرمایا:

اَلْعُمْرَةُ إِلَى الْعُمْرَةِ كَفَّارَةٌ لِمَا بَيْنَهُمَا، وَالْحَجُّ

الْمَبْرُوْرُ لَيْسَ لَهُ جَزَاءٌ إِلَّا الْجَنَّةُ.

''ایک عمرہ سے دوسرے عمرہ تک کا درمیانی عرصہ گناہوں کا کفارہ ہے، اور حج مبرور (مقبول) کا بدلہ جنت ہی ہے''۔

(بخاري، الصحيح، ٢: ٩٢٩، رقم:١٦٨٣)

۴۔ استطاعت کے باوجود حج نہ کرنے والوں کو اللہ تعالیٰ اپنے ذمہ کرم سے نکال دیتا ہے۔حضرت ابو اُمامہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور نبی اکرم ﷺ نے فرمایا:

مَنْ لَمْ يَمْنَعْهُ مِنَ الْحَجِّ حَاجَةٌ ظَاهِرَةٌ أَوْ سُلْطَانٌ جَائِرٌ أَوْ مَرَضٌ حَابِسٌ، فَمَاتَ وَلَمْ يَحُجَّ فَلْيَمُتْ إِنْ شَآءَ يَهُوْدِيًّا وَإِنْ شَآءَ نَصْرَانِيًّا.

''جس شخص کو فریضۂ حج کی ادائیگی میں کوئی ظاہری ضرورت یا کوئی ظالم بادشاہ یا روکنے والی بیماری (یعنی سخت مرض) نہ روکے اور وہ پھر (بھی) حج نہ کرے اور (فریضہ حج کی ادائیگی کے بغیر ہی) مر جائے تو چاہے وہ یہودی ہو کر مرے یا عیسائی ہوکر (اللہ تعالیٰ کو اس کی کوئی فکر نہیں ہے)''۔

(ترمذي، السنن، ٣:١٧٦ ، رقم:٨١٢)

۵۔ اس عظیم سعادت کو حاصل کرنے والے کو بخشش کی نوید سناتے ہوئے حضور نبی اکرم ﷺ نے فرمایا:

اَلْحُجَّاجُ وَالْعُمَّارُ وَفْدُ اللهِ. إِنْ دَعَوْهُ أَجَابَهُمْ، وَإِنِ اسْتَغْفَرُوْهُ غَفَرَ لَهُمْ.

''حج اور عمرہ کرنے والے اللہ تعالیٰ کے مہمان ہیں، وہ اس سے دعا کریں تو ان کی دعا قبول کرتا ہے اور اگر اس سے بخشش طلب کریں تو انہیں بخش دیتا ہے''۔

(ابن ماجه، السنن، ٢: ٩، رقم: ٢٨٩٢)

٦۔ حجاج کی فضیلت بیان کرتے ہوئے حضور اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

مَنْ دَخَلَ الْبَيْتَ دَخَلَ فِي حَسَنَةٍ وَخَرَجَ مِنْ سَيِّئَةٍ مَغْفُوْرًا لَهُ. (ابن خزيمة، الصحيح، ۴: ٣٣٢)

''جو شخص بیت اللہ میں داخل ہوگیا وہ نیکی میں داخل ہوگیا اور برائی سے خارج ہوکر مغفرت پا گیا''۔

٧۔ حضرت عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

إِذَا لَقِيتَ الْحَاجَّ فَسَلِّمْ عَلَيْهِ وَصَافِحْهُ وَمُرْهُ أَنْ يَسْتَغْفِرَ لَكَ قَبْلَ أَنْ يَدْخُلَ بَيْتَهُ فَإِنَّهُ مَغْفُورٌ لَهُ.

''جب تم حاجی سے ملو تو اسے سلام اور مصافحہ کرو اور اسے گھر داخل ہونے سے پہلے اپنے بخشش کی دعا کی درخواست کرو کہ وہ بخشا ہوا ہے''۔

(أحمد بن حنبل، المسند، ٢: ٦٩، رقم: ٥٣٧١)

٨۔ حضرت ابو ہریرۃ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

مَنْ خَرَجَ حَاجّاً أَوْ مُعْتَمِراً أَوْ غَازِياً ثُمَّ مَاتَ فِي طَرِيقِه كَتَبَ اللهُ لَهُ أَجْرَ الْغَازِي وَالْحَاجِّ وَالْمُعْتَمِرِ.

''جو مسلمان حج یا عمرہ یا جہاد کی نیت سے نکلا اور راستہ میں مرگیا، اللہ اس کے لئے حج، عمرہ یا جہاد کا اجر وثواب لکھ دیتا ہے''۔

(بيهقي، شعب الايمان،٣ : ٤٧٤، رقم:٤١٠٠)

٩۔ حضرت سہل بن سعد سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

مَا مِنْ مُسْلِمٍ يُلَبِّي إِلَّا لَبَّى مَنْ عَنْ يَمِينِهِ أَوْ عَنْ شِمَالِهِ مِنْ حَجَرٍ أَوْ شَجَرٍ أَوْ مَدَرٍ حَتَّى تَنْقَطِعَ الْأَرْضُ مِنْ هَاهُنَا وَهَاهُنَا. (ترمذي، السنن، ٣: ١٨٩، رقم: ٨٢٨)

''جب کوئی مسلمان تلبیہ کہتا ہے اس کے دائیں بائیں تمام پتھر، درخت ڈھیلے تلبیہ کہتے ہیں، یہاں تک کہ زمین اِدھر اُدھر (مشرق ومغرب) سے پوری ہو جاتی ہے''۔

اقسام حج

ادائیگی کے طریقہ کے لحاظ سے حج کی تین اقسام ہیں:

ا۔افراد: اس طریقے کو کہتے ہیں جس میں حج کا احرام باندھا جاتا ہے، حج کرنے والا اس میں عمرہ نہیں کرتا بلکہ وہ صرف حج ہی کرسکتا ہے اور احرام باندھنے سے حج کے اختتام تک مسلسل احرام کی شرائط کی پابندی ضروری ہے۔

٢۔قران: حج اور عمرہ کا ایک ساتھ احرام باندھا جاتا ہے۔ مکہ پہنچ کر پہلے عمرہ کیا جاتا ہے اور پھر اسی احرام میں حج ادا کرنا ہوتا ہے۔

٣۔تمتع: وہ طریقہ حج ہے جس میں حج اور عمرہ کو ساتھ ساتھ اس طرح ادا کیا جاتا ہے کہ مکہ مکرمہ میں عمرہ ادا کرنے کے بعد احرام کی حالت سے باہر آسکتا ہے اور پھر حج کے لئے

۸ ذی الحجہ کو حج کے ارادے سے احرام باندھتا ہے اور یہ سب سے آسان حج ہے۔

فرائض و واجباتِ حج

☆ فرائضِ حج درج ذیل ہیں:

۱۔احرام باندھنا ۲۔وقوفِ عرفات

۳۔طواف زیارت کرنا

۴۔ ان تینوں فرائض کومقررہ مقامات اور مقررہ اوقات میں ترتیب سے ادا کرنا۔

☆ سات چیزیں حج کے واجبات میں شامل ہیں:

۱۔مزدلفہ میں ٹھہرنا ۲۔جمرات کوکنکریاں مارنا

۳۔اگر حج قِران یا حج تمتع کی نیت کی ہے تو قربانی کرنا

۴۔سر کے بال منڈاونا یا کترانا

۵۔صفا اور مروہ کے درمیان طوافِ سعی کرنا

۶۔طواف وداع کرنا

۷۔طواف زیارت کے سات چکر پورے کرنا

ان واجبات میں سے کوئی واجب بھی ترک ہوجائے تو ایک قربانی دینا ضروری ہے۔

ایامِ حج اور ارکانِ حج کی ادائیگی

۸ ذی الحجہ سے ۱۲ ذی الحجہ کے پانچ دن ایام حج کہلاتے ہیں۔ انہی ایام میں حج کے جملہ مناسک ادا کرنا ہوتے ہیں۔ان کی تفصیل یہ ہے:

۱۔ ۸ ذالحجہ: منیٰ کو روانگی

حجاج ۸ ذی الحجہ کو مکہ مکرمہ میں نماز فجر ادا کرکے سورج نکلتے ہی منیٰ کی جانب روانہ ہوجاتے ہیں۔ سفر میں تلبیہ کی کثرت کی جاتی ہے۔منی پہنچ کر ظہر، عصر، مغرب اور عشاء کی نمازیں پڑھنے کے بعد رات یہیں قیام کرتے ہیں اور ۹ ذی الحجہ کی نماز فجر بھی منیٰ میں ادا کرتے ہیں۔

۲۔ ۹ ذی الحجہ: وقوف عرفات

نماز فجر منیٰ میں ادا کرنے کے بعد سورج نکلنے پر عرفات کی طرف روانگی ہوتی ہے اور عرفات میں ظہر وعصر کی نمازیں ظہر کے وقت ملاکر پڑھی جاتی ہیں۔ میدان عرفات میں اسی قیام کو وقوف عرفات کہتے ہیں جو حج کا سب سے اہم رکن ہے۔ اگر کسی وجہ سے ۹ ذی الحجہ کے دن یا اس رات بھی کوئی یہاں پہنچنے سے رہ جائے تو اس کا حج نہیں ہوگا اور نہ ہی اس کی تلافی کی کوئی گنجائش ہے۔

<u>مزدلفہ میں قیام:</u> اس دن غروب آفتاب کے وقت عازمین مغرب کی نماز پڑھے بغیر مزدلفہ روانہ ہوجاتے ہیں۔ مزدلفہ میں نماز عشاء کے وقت میں مغرب وعشاء کی نماز جمع کرکے پڑھی جاتی ہیں۔ رات مزدلفہ میں ہی قیام ہوتا ہے۔

۳۔۱۰ ذی الحجہ: منیٰ روانگی

فجر کی نماز کے بعد مزدلفہ میں توقف کرنا واجب ہے۔ بعد ازاں عازمین منیٰ کو روانہ ہوتے ہیں۔منی پہنچ کر حجاج کرام کو تین واجبات بالترتیب ادا کرنے ہوں گے۔

۱۔ بڑے شیطان کوکنکریاں مارنا۔

۲۔ رمی سے فارغ ہونے کے بعد قربانی کرنا۔

۳۔ قربانی کے بعد سرمنڈاوانا یا کتروانا

اس کے بعد احرام کھول کر عام لباس پہن لیا جاتا ہے اور حجاج سے احرام کی سب پابندیاں (سوائے مباشرت کے) ختم ہوجاتی ہیں۔

۴۔طوافِ زیارت اور سعی

حجاج احرام کھولنے کے بعد مکہ مکرمہ میں چوتھا رکن طوافِ زیارت ادا کرتے ہیں۔ یہ حج کے فرائض میں شامل ہے اور ۱۲ ذی الحجہ کا آفتاب غروب ہونے تک جائز ہے اس کے بعد دم (قربانی) واجب ہوگا اور فرض بھی ذمہ رہے گا۔

☆ طواف زیارت کے بعد صفا ومروہ کی سعی کرنا واجب ہے۔

۵۔منیٰ واپسی

طواف زیارت وسعی کے بعد دو رات اور دو دن منیٰ میں قیام کرنا سنت موکدہ ہے۔ مکہ میں یا کسی اور جگہ رات گزارنا ممنوع ہے۔ گیارہ، بارہ اور تیرہ ذی الحجہ کو ایام رمی، کہتے ہیں۔ ان تینوں تاریخوں میں تینوں جمروں کی رمی کی جاتی ہے۔ رمی کا وقت زوال

کے بعد سے غروب آفتاب تک ہوتا ہے۔ پہلے جمرہ اولیٰ پر پھر جمرہ وسطیٰ اور بعد ازاں جمرہ عقبہ پر۔ پھر مکہ واپسی ہوتی ہے۔

۶۔ طوافِ وداع

یہ حج کا آخری واجب ہے جو صرف میقات سے باہر رہنے والوں پر واجب ہے کہ جب وہ مکہ سے رخصت ہونے لگیں تو آخری طواف کر لیں۔

۷۔ مدینہ منورہ روانگی

مکہ میں مناسک حج کی تکمیل کے بعد حضور ﷺ کی بارگاہ کی حاضری کے لئے عشاق مدینہ منورہ روانہ ہوجاتے ہیں۔

قربانی کی اہمیت وفضیلت

قربانی کی لغوی اور اصطلاحی تعریف یہ ہے:

اَلْقُرْبَانُ مَایَتَقَرَّبُ بِهٖ اِلَی اللهِ وَصَارَ فِی التَّعَارُفِ اِسْماً لِلنّسِیْکَةِ الَّتِیْ هِیَ الذَّبِیْحَة.

’’قربانی وہ چیز جس کے ذریعے اللہ کا قرب حاصل کیا جائے، اصطلاح شرع میں یہ قربانی جانور ذبح کرنے کا نام ہے‘‘۔

(أصفهاني، المفردات، ۳۹۹)

قرآن پاک میں قربانی کے حوالے سے اللہ تبارک وتعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

وَلِكُلِّ اُمَّةٍ جَعَلْنَا مَنْسَكًا لِّيَذْكُرُوْا اسْمَ اللهِ عَلٰى مَارَزَقَهُمُ اللهُ مِنْ بَهِيْمَةِ الْاَنْعَامِ. (الحج، ۲۲:۳۴)

’’اور ہم نے ہر امت کے لئے ایک قربانی مقرر فرمائی کہ اللہ کا نام لیں، اس کے دیئے ہوئے بے زبان چوپائیوں پر‘‘۔

اللہ تعالیٰ نے قربانی کرنے کے طریقہ سے آگاہ اور اسکے تقسیم کا حکم دیتے ہوئے ارشاد فرمایا:

وَالْبُدْنَ جَعَلْنٰهَا لَكُمْ مِّنْ شَعَآئِرِ اللهِ لَكُمْ فِيْهَا خَيْرٌ فَاذْكُرُوا اسْمَ اللهِ عَلَيْهَا صَوَآفَّ فَاِذَا وَجَبَتْ جُنُوْبُهَا فَكُلُوْا مِنْهَا وَاَطْعِمُوا الْقَانِعَ وَالْمُعْتَرَّ كَذٰلِكَ سَخَّرْنٰهَا لَكُمْ لَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَo (الحج، ۲۲:۳۶)

’’اور قربانی کے بڑے جانوروں (یعنی اونٹ اور گائے وغیرہ) کو ہم نے تمہارے لیے اللہ کی نشانیوں میں سے بنا دیا ہے ان میں تمہارے لیے بھلائی ہے پس تم (انہیں) قطار میں کھڑا کرکے (نیزہ مار کر نحر کے وقت) ان پر اللہ کا نام لو، پھر جب وہ اپنے پہلو کے بل گر جائیں تو تم خود (بھی) اس میں سے کھاؤ اور قناعت سے بیٹھے رہنے والوں کو اور سوال کرنے والے (محتاجوں) کو (بھی) کھلاؤ۔ اس طرح ہم نے انہیں تمہارے تابع کر دیا ہے تاکہ تم شکر بجا لاؤ‘‘۔

احادیثِ مبارکہ کی روشنی میں

قربانی کے حوالے سے متعدد احادیث مبارکہ ہماری رہنمائی فرماتی ہیں، جن میں چند ایک درج ذیل ہیں:

۱۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

مَا عَمِلَ ابْنُ اٰدَمَ مِنْ عَمَلٍ يَوْمَ النَّحْرِ اَحَبَّ اِلَی اللهِ مِنْ اِهْرَاقِ الدَّمِ وِاِنَّهُ لَيَاْتِیْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ بِقُرُوْنِهَا وَاَشعارِهَا وَاَظْلَافِهَا وَاِنَّ الدَّمَ لَيَقَعُ مِنَ اللّٰهِ بِمَكَانٍ قَبْلَ اَنْ يَّقَعَ بِالْاَرْضِ فَطِيْبُوْا بِهَا نَفْسًا.

’’ابن آدم نے قربانی کے دن خون بہانے (قربانی کرنے) سے زیادہ خدا کے حضور پسندیدہ کوئی کام نہیں کیا اور بے شک وہ قربانی کا جانور قیامت کے دن اپنے سینگوں بالوں اور کھروں کے ساتھ آئے گا اور بے شک خون زمین پر گرنے سے پہلے اللہ کے ہاں مقام قبول میں پہنچ جاتا ہے۔ لہذا خوش دلی سے قربانی کیا کرو‘‘۔

(ابن ماجه، السنن، ۲:۱۰۴۵، رقم: ۳۱۲۶)

۲۔ حضور ﷺ قربانی کرتے وقت دعا فرماتے:

بِسْمِ اللهِ اَللّٰهُمَّ تَقَبَّلْ مِنْ مُحَمَّدٍ وَّاٰلِ مُحَمَّدٍ وَّمِنْ اُمَّةِ مُحَمَّدٍ. (مسلم، الصحيح، ۳:۱۵۵۷، رقم: ۱۹۶۷)

’’الٰہی محمد ﷺ آپ کی آل اور آپ کی امت کی طرف سے قبول فرما‘‘۔

۳۔ دوسری روایت میں ان الفاظ کا اضافہ ہے:

اَللّٰهُمَّ هٰذَا عَنِّیْ وَعَمَّنْ لَّمْ يُضَحِّ مِنْ اُمَّتِیْ.

’’الٰہی یہ میری طرف سے اور میرے ان امتیوں کی

طرف سے قبول فرما جو قربانی نہیں کر سکے"۔

(أحمد بن حنبل، المسند،٣: ٣٥٦، رقم: ١٤٨٨٠)

سبحان اللہ! اغنیائے امت کو ان کی قربانیاں مبارک ہوں۔ خدا کرے وہ حلال کمائی سے ہوں۔ خلوص سے ہوں، عمدہ ہوں اور قبول ہوں۔ فقرائے امت کی خوش نصیبی دیکھئے ان کے احساس محرومی کا آقا ﷺ نے اپنی طرف سے قربانی دے کر ہمیشہ کے لئے ازالہ فرمادیا۔ تاکہ کوئی غریب مسلمان یہ سوچ کر احساس کمتری کا شکار نہ ہو کہ اہل ثروت نے قربانی کا سارا ثواب حاصل کرلیا اور ہم محروم رہے۔

۴۔ آقائے کریم ﷺ نے قربانی کے جانوروں کو لٹا کر یہ پڑھا:

اِنِّی وَجَّهْتُ وَجْهِیَ لِلَّذِیْ فَطَرَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ عَلٰی مِلَّةِ اِبْرَاهِیْمَ حَنِیْفًا وَّمَآ اَنَا مِنَ الْمُشْرِکِیْنَ. اِنَّ صَلٰوتِیْ وَنُسُکِیْ وَمَحْیَایَ وَمَمَاتِیْ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ. لَا شَرِیْکَ لَهٗ وَبِذٰلِکَ اُمِرْتُ وَاَنَا مِنَ الْمُسْلِمِیْنَ. اَللّٰهُمَّ مِنْکَ وَلَکَ عَنْ مُحَمَّدٍ وَّاُمَّتِهٖ بِسْمِ اللّٰهِ وَاللّٰهُ اَکْبَرُ.

"بے شک میں نے اپنا رخ اس ذات کی طرف کرلیا، جس نے آسمانوں اور زمین کو پیدا فرمایا ملت ابراہیم پر یکسو ہوکر اور میں مشرکوں میں سے نہیں۔ بے شک میری نماز اور قربانی میری زندگی اور موت اللہ پروردگار عالمیاں کے لئے ہے اس کا کوئی شریک نہیں اور مجھے اسی کا حکم دیا گیا ہے اور میں فرماں برداروں میں سے ہوں۔ الٰہی تجھ سے اور تیرے لئے محمد ﷺ اور ان کی امت کی طرف سے اللہ کے نام سے اور اللہ سب سے بڑا ہے۔ پھر ذبح فرمایا"۔

(أحمد بن حنبل، المسند،٣: ٣٧٥، رقم: ١٥٠٦٤)

۵۔ حنش کہتے ہیں میں نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو دو مینڈھے قربانی کرتے دیکھا، میں نے پوچھا یہ کیا؟ فرمایا:

اِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اَوْصَانِیْ اَنْ اُضَحِّیَ عَنْهُ. فَاَنَا اُضَحِّیْ عَنْهُ.

"رسول اللہ ﷺ نے مجھے اس بات کی وصیت فرمائی تھی کہ میں حضور کی طرف سے قربانی کروں۔ سو میں سرکار کی طرف سے (بھی) قربانی کرتا ہوں"۔

(أبي داود، السنن،٣: ٩٤، رقم: ٢٧٩٠)

سبحان اللہ، کیسے سعادت مند ہیں وہ اہل خیر، جو حضرت علی رضی اللہ عنہ کے نقش قدم پر چلتے ہوئے، رسول محترم ﷺ کی طرف سے آج بھی عمدہ قربانی دیتے ہیں۔ یقیناً آقا ﷺ کی روح خوش ہوگی اور یقیناً اس کے طفیل ان کی اپنی قربانی بھی شرف قبول پائے گی۔ اللہ توفیق دے۔

۶۔ زید بن ارقم رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کے صحابہ کرام نے عرض کی یارسول اللہ! یہ قربانیاں کیا ہیں؟

قَالَ سُنَّةُ اَبِیْکُمْ اِبْرَاهِیْمَ علیه السَّلَامُ قَالُوْا فَمَالَنَا فِیْهَا یَارَسُوْلَ اللّٰهِ بِکُلِّ شَعْرَةٍ مِّنَ الصُّوْفِ حَسَنَةٌ.

"فرمایا: تمہارے باپ ابراہیم علیہ السلام کی سنت ہے انہوں نے عرض کی: یارسول اللہ ہمارے لئے ان میں کیا ثواب ہے؟ فرمایا ہر بال کے بدلے نیکی عرض کی: یارسول اللہ! اون کے متعلق کیا ارشاد ہے؟ فرمایا: اون کے بدلے نیکی ہے"۔

(أحمد بن حنبل، المسند،٤: ٣٦٨، رقم: ١٩٣٠٢)

۷۔ حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ ایک شخص نے عرض کی یارسول اللہ! یہ بتائیں کہ اگر میرے پاس منیحہ مؤنث (وہ جانور جو کوئی شخص دوسرے کو دودھ، اون وغیرہ کا فائدہ اٹھانے کے لئے کچھ عرصہ کے لئے دے، بعد میں واپس کرلے) کے سوا کچھ نہ ہو، کیا اسی کی قربانی کردوں؟

قَالَ لَا وَلٰکِنْ خُذْ مِنْ شَعْرِکَ وَاَظْفَارِکَ وَتَقُصَّ شَارِبَکَ وَتَحْلِقَ عَانَتَکَ فَذٰلِکَ تَمَامُ اُضْحِیَتِکَ عِنْدَاللّٰهِ. (أبي داود، السنن، ٣: ٩٣، رقم: ٢٧٨٩)

فرمایا: نہیں، تم اپنے بال اور ناخن تراشواؤ، مونچھیں ترشواؤ (نہ کہ مونڈھواؤ) زیر ناف بال مونڈھو۔ اللہ کے ہاں تمہاری یہی مکمل قربانی ہے۔

سبحان! قربانی کا مفہوم کتنا عام فرمادیا کہ اہل ثروت بھی عمل کرسکیں اور عام مفلس مسلمان بھی۔ خیروبرکت کا ایسا دریا بہہ رہا ہے کہ ہر پیاسا سیراب ہو۔ اللہ تعالیٰ ہمیں خوش دلی کے ساتھ اس فریضہ کی ادائیگی کی توفیق عطا فرمائے۔

❁❁❁❁❁

نبی اکرم ﷺ نے فرمایا

"ہر نبی کا ایک رفیق ہوتا ہے اور جنت میں میرا رفیق عثمان رضی اللہ عنہ ہے"

18 ذوالحجہ: یومِ شہادت امیر المومنین سیدنا عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کی مناسبت سے خصوصی تحریر

عین الحق بغدادی

اللہ تبارک و تعالیٰ کا امتِ مسلمہ پر یہ احسان ہے کہ اس نے اسے ایسی عظیم ہستیاں عطا فرمائیں جنہیں تاریخ میں بلند مقام حاصل ہے۔ جن کی زندگیاں ہمارے لیے روشن مثال ہیں۔ انہی عظیم ہستیوں میں سے منفرد خصوصیات کی حامل شخصیت نیرِ تاباں سیدنا عثمان بن عفان ذوالنورین رضی اللہ عنہ ہیں۔ حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کی زندگی کا ہر پہلو نہ صرف مسلمانوں کے لئے بلکہ عالمِ انسانیت کے لئے مشعل راہ ہے۔ آپ رضی اللہ عنہ عشرہ مبشرہ میں سے ایک ہیں۔ آپ کا شمار حضور نبی اکرم ﷺ کے اصحاب شوریٰ میں بھی ہوتا ہے۔ امت مسلمہ میں کامل الحیاء والایمان کے الفاظ آپ کی ہی شان میں استعمال کیے جاتے ہیں۔ حضور نبی اکرم ﷺ نے آپ رضی اللہ عنہ کے بارے میں ارشاد فرمایا:

أَلَا أَسْتَحِي مِمَّنْ تَسْتَحِي مِنْهُ الْمَلَائِكَةُ.

(حاکم، المستدرک، ۳/ ۱۱۱، رقم: ۴۵۵۶)

"میں اس شخص سے کیسے حیاء نہ کروں جس سے فرشتے بھی حیاء کرتے ہیں"۔

حیاتِ مبارکہ پر ایک نظر

آپ رضی اللہ عنہ کا سلسلہ نسب پانچویں پشت میں جناب رسول اللہ ﷺ سے ملتا ہے۔ آپ رضی اللہ عنہ کی نانی محترمہ ام حکیم البیضاء حضرت عبد المطلب کی صاحبزادی اور حضرت عبداللہ کی سگی جڑواں بہن اور حضور نبی اکرم ﷺ اور سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کی پھوپھی تھیں۔ اس نسبت سے آپ رضی اللہ عنہ حضور نبی اکرم ﷺ کے بھانجے ہوئے۔ آپ رضی اللہ عنہ کا تعلق شہر مکہ کے قبیلہ قریش کی شاخ بنو امیہ سے تھا۔ آپ رضی اللہ عنہ کی پیدائش عام الفیل کے چھٹے سال یعنی ہجرتِ نبوی سے ۴۷ سال قبل مکہ مکرمہ میں ہوئی۔ آپ کا شمار 'السابقون الاولون' میں ہوتا ہے۔ امام طبری رحمۃ اللہ نے اپنی تاریخ میں آپ کو قدیم الاسلام لکھا ہے۔ ابن عساکر کی روایت ہے کہ سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کا سیدنا ابوبکر، سیدنا علی اور حضرت زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ کے بعد اسلام قبول کرنے والوں میں چوتھا نمبر ہے۔

فضائل

قبول اسلام کے کچھ ہی عرصہ بعد آپ رضی اللہ عنہ کا نکاح حضور نبی اکرم ﷺ کی صاحبزادی حضرت سیدہ بی بی رقیہ رضی اللہ عنہا سے ہوگیا تھا۔ بعدازاں آپ رضی اللہ عنہ کو ہجرتِ حبشہ کا شرف بھی حاصل ہوا۔ جب حضور نبی اکرم ﷺ نے مدینہ ہجرت فرمائی تو آپ رضی اللہ عنہ بھی مدینہ چلے آئے، جہاں آپ رضی اللہ عنہ نے اسلام اور مسلمانوں کے لیے گرانقدر کارنامے انجام دیے۔ جب حضرت رقیہ رضی اللہ عنہا کا وصال ہوگیا تو آپ ﷺ نے اپنی دوسری صاحبزادی حضرت سیدہ ام کلثوم رضی اللہ عنہا کا نکاح بھی حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سے کر دیا جس کے بعد آپ رضی اللہ عنہ کا لقب ذوالنورین یعنی دو نوروں والا ہوگیا۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

ذَاکَ امْرُؤٌ یُدْعٰی فِی الْمَلَإِ الْأَعْلٰی ذَا النُّوْرَیْنِ.

(ابن حجر العسقلانی، الاصابۃ، ۴/ ۴۵۷)

"حضرت عثمان رضی اللہ عنہ ایسی عظیم الشان ہستی ہیں کہ جنہیں

آسمانوں میں ذوالنورین کہا جاتا ہے‘‘۔

اخلاقِ عالیہ، صفات حمیدہ، عادات شریفہ اور خصائل کریمہ آپ ؓ کے خمیر میں شامل تھے۔ حضرت ابوہریرہ ؓ سے روایت ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا:

فَاِنَّهُ مِنْ اَشْبَهِ اَصْحَابِیْ بِیْ خُلُقًا.

(طبرانی، المعجم الکبیر، ۱/۷۶، رقم: ۹۹)

’’بے شک عثمان میرے صحابہ میں سے خُلق کے اعتبار سے سب سے زیادہ میرے مشابہ ہے‘‘۔

حضرت عبد اللہ بن عمر ؓ بیان کرتے ہیں کہ حضور نبی اکرم ﷺ نے بدر والے دن فرمایا:

اَللّٰهُمَّ اِنَّ عُثْمَانَ فِی حَاجَتِکَ وَحَاجَةِ رَسُوْلِکَ.

(ابن ابی شیبۃ، المصنف، ۶/۳۶۱، رقم: ۳۲۰۴۱)

’’بے شک عثمان اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ کے کام میں مصروف ہے اور بے شک میں اس کی طرف سے بیعت کرتا ہوں‘‘۔

حضور نبی اکرم ﷺ نے مالِ غنیمت میں سے بھی حضرت عثمان ؓ کا حصہ مقرر کیا اور ان کے علاوہ جو کوئی اس دن غائب تھا کسی کے لیے حصہ مقرر نہیں کیا۔

سن ۶ ہجری میں واقعہ حدیبیہ کے موقع پر یہ حضرت عثمان ؓ ہی تھے جنھوں نے سفارت کے فرائض انجام دیے اور اپنی جان کی پروا کیے بغیر حضور نبی اکرم ﷺ کے نمائندے کی حیثیت سے آپ ﷺ کا پیغام قریش مکہ تک پہنچایا۔ اسی موقع پر جب حضرت عثمان غنیؓ کی شہادت کی افواہ پھیلی تو حضور نبی اکرم ﷺ نے چودہ سو کے قریب صحابہ کرام ؓ کو جمع کر کے حضرت عثمان ؓ کے قصاص پر بیعت لی اور جب آپ ﷺ بیعت لے رہے تھے تو آپ ﷺ نے اپنے بائیں دستِ مبارک کو سیدنا عثمان ؓ کا ہاتھ قرار دیا۔ اسی بیعت کو بیعتِ رضوان کہتے ہیں۔ اس کے بارے میں اللہ رب العزت نے سورۃ فتح کی آیت نمبر ۱۸ میں فرمایا:

لَقَدْ رَضِیَ اللّٰهُ عَنِ الْمُؤْمِنِیْنَ اِذْ یُبَایِعُوْنَکَ تَحْتَ الشَّجَرَةِ. (الفتح: ۱۸)

’’اللہ یقیناً اُن مؤمنین سے راضی ہو گیا جنھوں نے درخت کے نیچے آپ کے ہاتھ پر بیعت کی‘‘۔

گویا ان چودہ سو صحابہ کو حضرتِ عثمان کی وجہ سے اللہ کی رضا کا پروانہ ملا۔

سنن ترمذی میں حضرت عثمان ؓ کے مناقب کے باب میں لکھا ہے کہ حضور ﷺ نے ایک شخص کی نمازِ جنازہ اس لیے چھوڑ دی کہ وہ سیدنا عثمانؓ سے بغض رکھتا تھا جس وجہ سے اللہ نے بھی اسے اپنی رحمت سے دور کر دیا۔

امام ترمذی حضرت طلحہ بن عبید اللہ ؓ کی روایت بیان کرتے ہیں کہ حضور نبی اکرم ﷺ نے فرمایا:

لِکُلِّ نَبِیٍّ رَفِیْقٌ وَرَفِیْقِی یَعْنِی فِی الْجَنَّةِ عُثْمَانُ.

(ترمذی، السنن، ۵/۶۲۴، رقم: ۳۶۹۸)

’’ہر نبی کا ایک رفیق ہوتا ہے اور جنت میں میرا رفیق عثمان ؓ ہے‘‘۔

حضرت سہل بن سعد ؓ سے روایت ہے کہ ایک آدمی نے حضور نبی اکرم ﷺ سے سوال کیا:

أَفِی الْجَنَّةِ بَرْقٌ؟ قَالَ: نَعَمْ وَالَّذِیْ نَفْسِیْ بِیَدِهٖ اِنَّ عُثْمَانَ لَیَتَحَوَّلُ فَتَبْرُقُ لَهُ الْجَنَّةُ. (الحاکم، المستدرک، ۳/۱۰۵، رقم: ۴۵۴۰)

’’کیا جنت میں بجلی ہوگی؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ہاں، اس ذات کی قسم جس کے قبضۂ قدرت میں میری جان ہے! بے شک عثمان جب جنت میں منتقل ہو گا تو پوری جنت اس (کے چہرہ کے نور) کی وجہ سے چمک اٹھے گی‘‘۔

اسلام کے لیے مالی قربانیاں

سیدنا عثمان ؓ کا ایک لقب غنی بھی تھا اور درحقیقت آپ اس لقب کے پوری طرح مستحق بھی تھے۔ آپ ؓ ہمہ تن دینِ اسلام کے لیے وقف رہے اور ان کا مال و دولت ہمیشہ کی طرح مسلمانوں کی ضروریات پر خرچ ہوتا رہا۔ یوں تو ساری عمر آپ نے اپنا مال بڑی فیاضی سے راہِ اسلام میں خرچ کیا تاہم غزوہ تبوک میں آپ کا مالی انفاق حد سے بڑھ گیا۔ آپ نے اس موقع پر روایات کے مطابق نو سو اونٹ، ایک سو گھوڑے، دو سو اوقیہ چاندی اور ایک ہزار دینار خدمتِ نبوی میں پیش کیے جس پر خوش ہو کر آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

مَاضَرَّ عُثْمَانَ مَاعَمِلَ بَعْدَ الْيَوْمِ.

(ترمذی، السنن، ۵/۶۲۶، رقم:۳۷۰۱)

’’آج کے بعد عثمان جو بھی کریں انہیں ضرر نہ ہوگا‘‘۔

مشکل حالات میں آپ ﷺ نے مسلمانوں کے لیے ان کی روزمرہ کی ضروریات کو پورا کیا، خصوصاً ٹھنڈے میٹھے پانی کے کنویں وقف کیے، غزوات میں اسلحہ، سواریاں اور فوجی راشن کا بندوبست کرنا اور زمین خرید کر مسجد نبوی کی توسیع کرنا آپ ﷺ کی امتیازی شان ہے۔

دورِ خلافت

تاریخ طبری میں ہے کہ عرب کا اتنا بڑا تاجر جب خلافت کے منصب پر آتا ہے تو حال یہ ہوتا ہے کہ خود فرماتے ہیں کہ جس وقت میں خلیفہ بنایا گیا اس وقت میں عرب میں سب سے زیادہ اونٹوں اور بکریوں کا مالک تھا اور آج میرے پاس سوائے ان دو اونٹوں کے کچھ بھی نہیں جو میں نے حج کے لیے رکھے ہوئے ہیں۔

آپ کے یومِ شہادت کے موقع پر اسلامی دنیا کے حکمرانوں کے لیے بالعموم اور پاکستانی حکمرانوں کے لیے بالخصوص یہ پیغام ہے کہ سیدنا عثمانؓ کے اس فرمان سے سبق سیکھیں اور اللہ کے سامنے حساب دینے سے ڈریں کہ انھوں نے کس طرح عوام کی دولت کمیشنز اور تجارت کی مد میں اکٹھی کر کے دوسرے ممالک میں چھپا رکھی ہے۔ قومی ادارے اُن کی عدم توجہ کے سبب دیوالیہ ہو چکے ہیں مگر ان کے اپنے کاروبار دن دوگنی اور رات پچاس گنی ترقی کرتے ہوئے پانامہ تک پہنچ چکے ہیں، جو ان کی منافقت کا منہ بولتا ثبوت ہے۔ سنت عثمانی تو یہ تھی کہ اگر کوئی تاجر حکومت میں آئے تو اسے اپنا کاروبار بند کر دینا چاہیے۔ کاش ہم اپنے حکمرانوں کے انتخاب میں اسلاف کی تاریخ کو یاد رکھتے تو آج نوبت یہاں نہ پہنچتی۔

امیر المؤمنین سیدنا عثمان غنی ﷺ، سیدنا حضرت ابوبکر اور حضرت عمرؓ کے عہد خلافت میں ان کے مشیر و معتمد رہے۔ اپنے اپنے دور خلافت میں سیدنا عثمان ﷺ سے امور خلافت میں مشورہ لیتے اور اکثر اوقات آپ کے مشوروں کے مطابق فیصلے فرمایا کرتے تھے۔ سیدنا عثمان ﷺ نے جن حالات میں عہدہ خلافت قبول کیا اگرچہ وہ مشکل ترین حالات تھے لیکن اس کے باوجود آپ ﷺ کی فراست، سیاسی شعور اور بہتر حکمت عملی کی بدولت اسلام کو خوب تقویت ملی۔

آپ نے فوجیوں کے وظائف میں سو سو درہم کے اضافے کا اعلان کیا۔ اس کے ساتھ ساتھ طرابلس، قبرص اور آرمینیہ میں فوجی مراکز قائم کیے۔ ملکی نظم و نسق کو مضبوط اور مستحکم بنیادوں پر استوار کیا، رائے عامہ کا تہہ دل سے احترام فرمایا کرتے تھے، اداروں کو خود مختار بنایا اور محکموں کی الگ الگ تقسیم فرمائی۔ چونکہ اس وقت فوجی سواریاں اونٹ اور گھوڑے ہوا کرتے تھے اس لیے فوجی سواریوں کے لیے چراہ گاہیں بنوائیں۔ آپ کے زمانہ خلافت میں اونٹوں اور گھوڑوں کی کثرت کا اندازہ اس سے لگایا جا سکتا ہے کہ صرف ضربہ نامی چراہ گاہ میں چالیس ہزار اونٹ پرورش پاتے تھے۔

وجوہاتِ شہادت

آپ ﷺ کے دور خلافت میں لاتعداد فتوحات ہوئیں اور اسلامی سلطنت وسیع سے وسیع تر ہوگئی۔ خلافت کے صدیقی دور میں کیونکہ اسلامی سلطنت اتنی وسیع نہیں تھی اس لیے کنٹرول مظبوط رہا۔ سیدنا عمرؓ کے زمانے میں سلطنت کو وسعت ملی مگر امورِ سلطنت چلانے میں اور بغاوت کے سر نہ اٹھانے کے معاملے میں اُن کی سختی کام آئی لہذا اس دور میں کسی کو بغاوت کی ہمت نہ ہوئی۔ سیدنا عثمانؓ کے دورِ خلافت میں سلطنتِ اسلامی کافی وسیع ہو چکی تھی، قریش کے علاوہ جن لوگوں کی تلواروں کی وجہ سے دور دور کے علاقے فتح ہوئے تھے، وہ بھی اب اپنے آپ کو خلافت کا حقدار سمجھنے لگے۔

سیدنا عثمانؓ کی حلیم الطبعی کی وجہ سے اُن کی خلافت کے خلاف شورشیں سر اٹھانے لگیں۔ ایسی سازش کا سرغنہ عبداللہ بن سبأ یہودی تھا جس نے اسلام کا لبادہ اُڑھ رکھا تھا۔ اس نے مختلف انداز سے آپ کی خلافت کو داغدار کرنے کی کوشش کی۔ اس نے سیدنا عثمان ﷺ پر اقرباء پروری کا الزام لگایا۔ مختلف گورنروں کے خلاف وہاں کی عوام سے جھوٹے خطوط لکھوا دیے کہ خلافتِ عثمانیہ کے گورنر عوام پر ظلم کرتے ہیں۔ اس پر بزرگ

صحابہ کرام پر مشتمل ایک تحقیقاتی کمیٹی بنی جس نے متعلقہ علاقوں میں جا کر تحقیق کی مگر یہ فواہ ہر طرح سے جھوٹ ثابت ہوئی۔

حج کے موقع پر آپ ﷺ کے گورنروں نے سازشیوں کے ساتھ سختی سے پیش آنے کا مشورہ دیا مگر آپ ﷺ نے فرمایا:

اس امت کے لیے جس فتنے کا خوف ہے وہ آ کر رہے گا، اگرچہ اس کا دروازہ سختی سے بند کر دیا جائے، لہٰذا میں اس دروازے کو نرمی سے بند کروں گا، البتہ حق تعالیٰ کی حدود میں ہر گز نرمی نہیں برتوں گا، بے شک فتنے کی چکی چلنے والی ہے۔ اگر عثمان اس حالت میں مر گیا کہ اس نے اس چکی کو حرکت نہیں دی تو یہ عثمان کے لیے خوشخبری ہے۔

آخرکار فتنے کی چکی چلی، کوفی، بصری اور مصری سبائیوں کا پانچ سو پر مشتمل قافلہ سیدنا عثمانؓ سے معزولی کا مطالبہ کرنے مدینہ کے لیے روانہ ہوا۔ سیدنا عثمان نے حضرت علیؓ کو ان کے ساتھ مذکرات کے لیے بھیجا مگر وہ اپنے عزائم سے باز نہ آئے اور حضرت عثمانؓ کے خلاف وہی الزامات دہرائے جو پہلے بیان کیے جا چکے ہیں۔ اشرار کے اس وفد کو آخر مسجدِ نبوی میں طلب کیا گیا جہاں اہلِ مدینہ بار بار ان کے قتل کا مشورہ دیتے مگر سیدنا عثمان نے انہیں معاف کر دیا اور ان لوگوں نے اپنے اپنے علاقوں میں واپس جانے میں عافیت سمجھی۔

جب ابن سبأ کو معلوم ہوا کہ ہماری سازش ناکام ہوگئی ہے تو اس بدبخت نے دوسری سازش یہ تیار کی کہ ہر صوبے کے سبائی مدینہ کے مضافات میں جمع ہوں اور پھر یک مشت مدینہ میں داخل ہو کر سیدنا عثمان کی معزولی کا مطالبہ کریں اور مطالبہ پورا ہونے تک وہاں سے واپس نہ آئیں مگر اُنہیں اس بار بھی مدینہ سے ناکام لوٹنا پڑا۔

محصوری اور شہادت

بظاہر سبائی بدبخت لوگ مدینہ سے باہر نکل آئے مگر وہ وہاں سے نکلنے کا بہانا کر رہے تھے۔ آس پاس رہ کر سازش تیار کر رہے تھے کہ ایک دن اہلِ مدینہ نے مدینہ کی گلیوں میں گھوڑے دوڑنے کی آوازیں سنیں، جب دیکھا تو وہ سبائی تھے جو اہلِ مدینہ سے کہہ رہے تھے اگر امان چاہتے ہو تو ہاتھ اٹھا لو۔ اہلِ مدینہ یہ سمجھ کر کہ مدینہ میں خون ریزی نہ ہو، گھروں میں چلے گئے۔ اس کے بعد سبائیوں نے سیدنا عثمانؓ کے گھر کا گھیراؤ کر لیا۔ انچاس (49) روز تک آپ کو قصرِ خلافت میں محصور رکھا گیا حتی کہ بعد میں مسجدِ نبوی ﷺ سے بھی آپ کو روک دیا گیا تھا۔ بئرِ رومہ خرید کر اہلِ مدینہ کے لیے میٹھے پانی کا بندوبست کرنے والے کا پانی باغیوں نے بند کر دیا۔ جن کے مال و دولت سے صرف جنگِ تبوک کے لشکر میں سے بارہ ہزار افراد کے کھانے پینے اور سواری کا بندوبست ہوا اور جن کی سخاوت پورے عرب میں مشہور تھی، آج اس مہربان کا کھانا بند کر دیا گیا۔

صحابہ کرام کی طرف سے بار بار باغیوں کے قتال کی اجازت طلب کرنے کے باوجود آپ نے انہیں سختی سے منع کیا اور فرمایا:

میں تمہیں جنت کی طرف بلاتا ہوں اور تم مجھے جہنم کی طرف بلاتے ہو۔ رسول اللہ ﷺ نے مجھ سے عہد لیا ہے جسے میں پورا کروں گا۔ اس وقت میرا سب سے بڑا حمایتی وہ ہے جو میری حمایت میں تلوار نہ اٹھائے۔

باغیوں نے سیدنا عثمان ﷺ کے گھر کا چالیس یا انچاس دن تک محاصرہ کر کے ۱۸ ذوالحج ۳۵ ہجری بروز جمعہ تقریباً نماز عصر کے وقت سیدنا عثمان ﷺ کو شہید کر دیا۔

آپ کا صبر اور باغیوں کے مقابلے سے صحابہ کو روکنا ظاہر کرتا ہے کہ آپ کو اپنی شہادت کا یقین تھا کیونکہ حضور نبی کریم ﷺ نے جبل ثبیر کو یہ کہہ کر لرزنے سے سکون دلایا تھا کہ تمہارے اوپر ایک رسول، ایک صدیق اور دو شہید کھڑے ہیں اور وہ دو شہید سیدنا عمرؓ اور سیدنا عثمانؓ تھے۔ آپ نے 82 سال کی عمر پائی۔

حضرت عبداللہ بن سلام سے روایت ہے کہ حضرت عثمان ﷺ خون میں لت پت پڑے ہوئے تھے اور آپ کی زبان پر اللہ کے حضور یہ دعا جاری تھی:

اے اللہ امت محمد یہ کو باہمی اتفاق نصیب فرما۔

آپ ﷺ کی سیرت کے مطالعہ سے یہ سبق ملتا ہے کہ اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی خاطر راہ حق میں پیش آمدہ تکالیف کو خندہ پیشانی سے برداشت کرنا اور امت کو انتشار سے بچانا صحابہ کرام ﷺ کی سنت ہے۔ ❁❁❁❁❁

اعتدال و توازن کے پیکر، علمِ لدنی کے بحرِ بیکراں

قدوۃ الاولیاء حضور پیر سیدنا طاہر علاؤ الدین القادری الگیلانی
کے یومِ وصال کی نسبت سے خصوصی تحریر

آپ ہمیشہ فرماتے: بزرگ، غوث یا قطب بننا ہے تو کہیں اور جاؤ، انسان بننا ہے تو یہاں آؤ

محمد عمر حیات الحسینی

میں نے اپنی عمر میں بہت سے بزرگ دیکھ ڈالے اور تذکرے بھی بہت سے بزرگوں کے اس تفصیل سے پڑھے اور سنے کہ گویا انہیں دیکھ بھی لیا۔ ان میں عابد وزاہد بھی تھے، چلہ کش وخلوت نشین بھی اور صاحب کشف وکرامات بھی۔ لیکن اللہ کے ان برگزیدہ بندوں میں سے قدوۃ الاولیاء حضور پیر سیدنا طاہر علاؤالدین القادری الگیلانی البغدادیؒ کا مثل نظر سے کوئی نہیں گزرا اور نہ سننے میں آیا۔

حیاتِ مبارکہ کے چند گوشے

حضور پیر صاحبؒ کی حیات مبارکہ کے چند ان گوشوں کو اس موقع پر پیش کررہا ہوں جن کا ہمارے اکثر علماء ومشائخ کے ہاں فقدان نظر آتا ہے:

ا۔ اعتدال وتوازن کے پیکر

میں نے آپ کو صحت ومرض، قوت وضعف، حزن ونشاط کے ہر موقع پر دیکھا ہے، اس لیے آنکھوں دیکھی شہادت دے رہا ہوں۔ تفاوتِ درجات اکثر بزرگوں میں ہوا کرتا ہے۔ کوئی کسی خصلت میں بہت بڑا ہوا ہے اور کوئی کسی دوسرے وصف میں، مگر زندگی کے ہر معاملہ میں توازن واعتدال کی جس جھلک کا نظارہ حضور پیر صاحب کی ذات میں مجھے دیکھنے میں ملا، کسی اور میں نہ پایا۔

ہر کام اپنے وقت پر۔۔۔ ہر چیز اپنی مقررہ جگہ پر۔۔۔ کھانے پینے، چلنے پھرنے، سونے جاگنے، اٹھنے بیٹھنے الغرض ہر ایک کے ضابطے، سب کے آداب۔۔۔ ہر گفتگو ایک مقصد لیے، بے مقصد گفتگو جیسے جانتے ہی نہیں۔ زبان پر اتنا قابو میں نے کسی بزرگ میں نہ پایا۔ رسوم سے اجتناب۔۔۔ نمائشی تعلقات سے احتراز۔۔۔ دوسروں کو زحمت سے بچانے کا کامل اہتمام۔۔۔ بندوں کی خدمت عبادت کے درجے میں۔ بس یہی خصوصیات مجلسِ طاہریہ کی دیکھنے میں آئیں۔

توازن وحکمت حضرت مرشدیؒ کے ریشے ریشے میں بسی ہوئی تھی۔ زندگی کے ہر شعبے میں یہ صفت نمایاں تھی۔ اپنی زندگی میں کوئی ہستی، مرشد، مربی و مصلح ان سے برتر مجھے نظر نہیں آیا۔ شیخ المشائخ اور قدوۃ الاولیاء جس کسی نے ان کا لقب اول بار پکارا، وہ بجائے خود بھی ایک عارف اور ترجمانِ حقیقت تھا۔ میں نے بزرگ اور بھی دیکھے ہیں، کسی اور سے قلب اتنا متاثر ومرعوب نہیں ہوا، کسی کی درویشی اپنے دل میں بیٹھی ہے تو وہ حضرت مرشدیؒ کی تھی۔ اتنے انکسار وتواضع کے ساتھ ایسی بابرکت صحبت وحکمت، معرفت سے لبریز ایسی باتیں کہیں اور نہ دیکھنے میں آئیں اور نہ سننے میں۔ حضرت مرشدیؒ کی صحبت میں طبیعت کو وہ کیف اور لطف آیا جس کے لیے دوسروں کے آستانے پر مدتوں گدائی کرنا پڑتی ہے۔

۲۔ اہلِ دین کیلئے متواضع ومنکسر المزاج

حضرت والاؒ جہاں اہلِ دنیا اور اہلِ دول کے سامنے بڑے خود دار اور غیور واقع ہوئے تھے، وہاں اہلِ دین کے

ساتھ غایت درجہ متواضع اور منکسر المزاج تھے۔ علماءِ حق سے جھک کر اور فروتنی سے ملتے تھے اور ان کی نہایت تعظیم کرتے تھے۔ علماء و مشائخ میں سے دو شخصیات سے بے حد محبت تھی اور حضرت والاؒ ان کے ساتھ والہانہ معاملہ فرمایا کرتے تھے۔ ایک غزالی زماں حضرت علامہ سید سعید احمد شاہ صاحبؒ کاظمی اور دوسرے شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہرالقادری صاحب۔ ان آنکھوں نے بارہا دیکھا کہ حضرت والاؒ شیخ الاسلام کی پذیرائی فرمایا کرتے تھے، ان کے بڑے مرتبہ شناس تھے۔ میں نے انہیں شیخ الاسلام کے انتظار میں بیتاب اور ہمیشہ ان کے حوصلے بلند کرتے دیکھا ہے۔

حضور پیر صاحبؒ ہر موقع پر شیخ الاسلام کی راہنمائی فرماتے، آپ حاضرِ خدمت ہوتے تو تحریکی مصروفیات کی جزئیات تک کے بارے میں استفسار فرماتے۔ یہ ہمارے حضرت والاؒ کی اعلیٰ ظرفی تھی کہ حضرت والاؒ چھوٹی سے چھوٹی بات کو سمجھا کرتے تھے، البتہ کسی کی چھوٹی باتوں کو کریدا نہیں کرتے تھے۔ انسان میں بیک وقت خیر و شر کی طاقتیں موجود ہیں، کہیں خیر غالب ہے تو کہیں شر۔ آپ کا اصول تھا کہ جہاں خیر غالب ہو، اس سے محبت کرو اور جہاں شر غالب ہو، اسے ترک کردو۔ حضرت والاؒ کی کسی سے محبت و نفرت اسی اصول کے گرد گھوما کرتی تھی۔

حضرت والاؒ بڑے وسیع النظر اور وسیع القلب تھے۔ عبادات و احکام میں فقہ حنفی اور مسلکِ اہلسنت کے پابند ہونے کے باوجود دوسرے مسالک کے علماء و مشائخ سے آپؒ کے بڑے اچھے تعلقات تھے۔ حضرت والاؒ سب کا احترام اور سب کی قدر کرتے تھے۔

حق بات کو برملا کہا کرتے تھے۔ برملا اہلِ حکومت پر تنقید کرتے، اس میں کسی مصلحت اندیشی اور مداہنت سے کام نہیں لیتے تھے۔ آپ حضرت اقبالؒ کے اس شعر کا کامل نمونہ تھے:

آئینِ جواں مرداں حق گوئی و بے باکی
اللہ کے شیروں کو آتی نہیں روباہی

۳۔ ''بے نفسی'' کی کیفیت

حضرت والا کے فضائلِ اخلاق میں ''بے نفسی'' کو سب سے نمایاں مقام حاصل تھا۔ اپنے دامن کو ہمیشہ طبقاتی و گروہی تعصب سے پاک و صاف رکھنا اور اظہارِ حق میں تحسین و ملامت کی قطعاً پرواہ نہ کرنا آپؒ کا شعار تھا۔ اپنے معاصرین کی قدر کرنا اور ان کے کمال کا اعتراف کرنا وہ وصفِ عالی ہے جو ہر زمانے میں مفقود رہا ہے مگر حضرت والاؒ میں یہ نادر وصف بدرجہ اتم موجود تھا۔ بلکہ اس سے بڑھ کر حضرت والاؒ اپنے چھوٹوں کے کمالات کو بھی بڑی فراخ دلی سے تسلیم کرتے اور اعلانیہ اس کا اظہار فرماتے تھے۔

شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہرالقادری، حضرت والاؒ کے مریدِ مخلص تھے۔ اس لیے وہ حضرت والا کی ہمیشہ تعظیم و تکریم بجا لاتے جیسے ایک مرید کو کرنا چاہئے لیکن چونکہ وہ ایک بڑے ادارے کے سربراہ و قائد ہیں اس لیے حضرت والاؒ کی ہمیشہ یہی کوشش ہوتی کہ ان کی عزت کریں۔ وہ مناظر آنکھوں میں پھر رہے ہیں جب مرشد و مرید کی محفلوں میں تعظیم و تکریم میں مسابقت کی کوشش ہوتی اور بالآخر حضرت والاؒ کو اپنا منصب قبول کرنا ہی پڑتا اور شیخ الاسلام دست بوسی و قدم بوسی کی سعادت سے بہرہ ور ہو کر ہی رہتے۔

۴۔ علمی و دینی تقاضوں کی بجا آوری

حضرت والاؒ عقائد و نصوص و حدودِ دین کے بارے میں ویسے ہی غیور و حساس واقع ہوئے تھے جیسے علماءِ حق و مشائخ۔ جب آپ تحریفِ دین کی کوشش یا دین کی ترجمانی میں کوئی بے اعتدالی، آزادی یا غلط اجتہاد دیکھتے تو ضرور تنقید فرمایا کرتے۔

حضرت والاؒ درسیات کے ماہر معلم ہی نہیں بلکہ ایک ''صاحبِ نظر'' عالم اور محقق بھی تھے اور تاریخ علومِ عصریہ سے بھی راست اور کامل واقفیت رکھتے تھے۔

حضرت والاؒ خدمتِ دین کے لیے جدید راہوں کو اختیار کرنے کے قائل تھے۔ اس سلسلہ میں سلف کے اقوال یا طرزِ عمل کو رفیق کار بناتے اور پھر متاخرین کے اختلاف یا معاصرین کے اعتراض کی پرواہ نہ کرتے تھے۔ حضرت والاؒ قدیم لٹریچر کو جدید ضروریات کے لیے برتنے کا فرمایا کرتے تھے۔

حضرت والاؒ نے سیاست کے خار زار سے اپنا دامن بچائے رکھا مگر ملت کی علمی اور دینی ضرورتوں سے کبھی لاتعلق

و غافل نہیں رہے اور فی زمانہ جس جس محاذ پر علمی مورچوں کے قیام کی ضرورت تھی، حضرت والاؒ نے شیخ الاسلام قبلہ و دیگر علماء سے برابر کام لیا۔ حضرت والاؒ سے اللہ تعالیٰ نے دین کے ہر شعبے میں جو عظیم خدمات لیں ان کی نظیر گزشتہ کئی صدیوں میں ڈھونڈنے سے نہیں ملتی۔ مسلمانوں کی دینی ضرورت کا شاید ہی کوئی ایسا موضوع ہو جس پر حضرت والاؒ نے مفصل یا مختصر گفتگو نہ فرمائی ہو۔ حضرت والاؒ کے ملفوظات اپنے دور کی دینی ضروریات پر مشتمل ہیں اور زندگی کا کوئی شعبہ ایسا نہیں جس کے بارے میں دین کی تعلیمات کو آپ نے کسی نہ کسی شکل سے واضح کرنے کی کوشش نہ کی ہو۔

۵۔ علمِ لدنی کا بحرِ بیکراں

حضرت والاؒ عراق کے مایہ ناز اساتذہ سے فیض یافتہ تھے۔ آپؒ جامد مولویت کو (جو مسائلِ حاضرہ سے بے خبر ہو) ناقص تصور فرماتے تھے۔ گفتگو کے دوران جب مسائلِ حاضرہ پر مجتہدانہ روشنی ڈالتے تو ''بیچارہ مولویوں نے سمجھا ہی نہیں'' کا جملہ اکثر مسکراہٹ کے ساتھ آپ کی زبان سے ادا ہوجاتا تھا۔ حضرت والاؒ کا حافظہ مثالی تھا، ذہن بہت اخاذ، فکر بہت دور رس اور بڑی مجتہدانہ تھی۔ انتقالات ذہنی بہت دقیق ہوا کرتے تھے۔

حضرت والاؒ جب عصرِ حاضر کے فقہی، معاشی، سیاسی مسائل پر رطب اللسان ہوتے تو علماء دنگ رہ جاتے۔ بچپن ہی سے اساتذہ آپ کے علمی استعداد کے معترف ہوگئے تھے۔ آپؒ کی گفتگو میں علوم و معارف اور استنباط و استخراج کا ٹھاٹھیں مارتا ہوا سمندر ہوا کرتا تھا۔ آپ اپنے جد امجد قطب الاقطاب حضور غوث الاعظم شیخ عبدالقادر جیلانی قدس سرہ العزیزؒ کے علوم و معارف کے حقیقی امین تھے۔

حضرت والاؒ کسی بھی موضوع پر جب گفتگو فرماتے تو اتنا مواد بیان کردیتے جو آسانی کے ساتھ کسی ایک کتاب میں نہیں مل سکتا۔ ایسی نئی باتیں بیان فرماتے جن کی طرف عام طور پر ذہن نہیں جاتا۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کو بڑا نکتہ رس اور نکتہ آفریں ذہن عطا فرمایا تھا۔ قرآنِ حکیم کی وہی آیات، صحاح کی وہی احادیث اور تاریخ کے وہی بیانات جو ہم بیسیوں بار پڑھ چکے ہیں، حضرت والاؒ ان سے ایسے حقائق ثابت کردیتے اور ان سے ایسے عجیب لیکن صحیح نتائج نکالتے کہ حیرت ہوتی اور علمِ لدنی کا ایسا بحرِ بیکراں ہوتا کہ آپؒ، حضور غوث الاعظم کے علمی جانشین دکھائی دیتے۔

میرے نزدیک شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہرالقادری کے اندازِ استدلال میں حضرت والاؒ ہی کا فیضان دکھائی دیتا ہے کہ خطابات میں تاثیر ہے اور استدلال میں ثقاہت ہے۔ یہ سب حضرت والاؒ کی نگاہِ فیض کا نتیجہ ہے۔ حضرت والاؒ کی خدمت میں بیٹھنے والے یہ محسوس کرلیتے تھے کہ آپ عالموں میں عالم تھے، ادیبوں میں ادیب، مؤرخوں میں مؤرخ، فقہیوں میں فقیہ، محدثوں میں محدث، مفسروں میں مفسر ہیں۔ حضرت والاؒ کی مجلس میں وہ لطف حاصل ہوتا کہ جس کی بنا پر کہنا پڑتا ہے کہ

وہ اپنی ذات میں ایک انجمن تھے

تعلیمات حضور پیر صاحبؒ

حضور پیر صاحبؒ کی کوئی مجلس وعظ و نصیحت اور اصلاحِ احوال و اعمال کی تاکید سے خالی نہ ہوتی تھی۔ جو بھی حاضری دیتا، اس کے احوال کو ملاحظہ فرماتے ہوئے کوئی نہ کوئی ایسا ارشاد ضرور صادر فرماتے جو قلب و نظر کے احوال میں انقلاب بپا کردیتا۔ ذیل میں چند ملفوظات عالیہ درج کئے جارہے ہیں:

۱۔ انسانیت سازی کی ضرورت

حضرت والاؒ فرمایا کرتے تھے:

''بزرگ بننا ہو، قطب بننا ہو، غوث بننا ہو تو کہیں اور جاؤ لیکن اگر انسان بننا ہو تو یہاں آؤ''۔

حضرت والاؒ کا پہلا سبق ہی یہ تھا کہ

''پہلے آدمی بنو۔ کیا بزرگی ڈھونڈتے پھرتے ہو؟ آدمیت سیکھو، بزرگی بیچاری تو ایک دن میں ساتھ ہو لیتی ہے۔ مشکل چیز تو شرافت اور شعورِ انسانیت ہے''۔

۲۔ فرائض و واجبات کی ادائیگی کی تاکید

کیفیات، مکاشفات، ذوقیات، کرامات اور تصرفات کو تو چھوڑیئے ایک درجہ میں حضرت والاؒ ان کو اہمیت دینے کے مخالف ہی رہے مگر معمولاتِ یومیہ مثلاً: تہجد، نوافل، ذکر و اذکار اور اوراد و وظائف جو مستحبات کے قبیل سے ہیں، ان

کے چھوٹ جانے پر بھی کسی سالک پر کبھی چیں بجبیں نہ ہوتے تھے۔ کسی عذرِ شرعی سے معمولات چھوڑنے پر بھی مواخذہ نہ فرماتے تھے لیکن اگر کوئی بے اصولی کی بات کرتا یا بے فکری کا ثبوت دیتا، حقوقِ شریعت کا تارک ہوتا، معاملات میں بدانتظامی برتتا، یا سلیقہ اور ڈھنگ سے کام نہ لیتا یا ناحق کسی کی ناگواری کا باعث ہوتا تو حضرت والاؒ فوراً تیور بدل لیتے۔ سخت اور تیز لہجہ اپنا لیتے اور فوراً اصلاح فرماتے۔

تمام اہلِ مجلس کو عموماً اور سالکین کو خصوصاً اس طرف توجہ دلاتے کہ فرائض اور واجبات کی پابندی ضروری ہے۔ حضرت والاؒ کے ہاں تصوف وسلوک کا حاصل ہی یہ تھا کہ فرائض اور واجبات ادا ہوجائیں، احکام کی تکمیل ہوجائے، حقوق العباد کی اہمیت واضح ہوجائے۔ اگر درویشی کا حاصل یہی ہے تو یہ سب کچھ اسی طرح حضرت والاؒ فرماتے تھے۔

۳۔ ریا کی مذمت

حضرت والاؒ فرمایا کرتے:

''ام الوظائف تو یہ ہے کہ اعمال ریا سے خالی ہوں۔ خالق سے نظر ہٹ کر مخلوق پر جم جانا بلکہ مخلوق کا وجود تسلیم کرنا ہی ریا ہے۔ یہی وہ شرک ہے جس کو رات کی تاریکیوں میں چیونٹیوں کے رینگنے سے زیادہ باریک اور نازک بتایا گیا ہے۔ سب سے بڑی بات یہی ہے کہ بندہ اپنے آپ سے بھی بے نشان ہو جائے اور دوسروں سے بھی۔ ریا کے حملے بڑے باریک ہوتے ہیں۔ یہاں تک کہ کبھی تواضع کے نام پر بھی ریا شامل ہوجاتی ہے''۔

۴۔ ترکِ اسباب کا حکم

حضرت والاؒ سے ترکِ اسباب کے متعلق سوال کیا گیا تو آپؒ نے ارشاد فرمایا:

''اسباب کو اللہ تعالیٰ نے پیدا کیا ہے۔ اسباب کی حیثیت گویا حجاب کی سی ہے۔ جس نے ان اسباب کو حجاب سمجھا وہ ان ہی اسباب کی راہ سے حق تک پہنچا اور جس نے ان ہی اسباب پر تکیہ کیا، وہ محروم ہوا''۔

مزید فرماتے ہیں:

بندہ چونکہ سبب سے پیدا ہوا ہے، اس لیے بغیر سبب کے وہ جی نہیں سکتا۔ عالم کو اسباب کی زنجیر میں جکڑا گیا ہے۔ اسی لیے اسباب سے ترکِ تعلق کا حکم نہیں دیا گیا۔ یہ بندے کی حقیقت کے منافی ہے۔ البتہ بندہ ایک سبب کو چھوڑ کر دوسرے کو اختیار کرسکتا ہے۔ اسباب کو ترک کرکے زندگی نہیں گزار سکتا۔ کم از کم سانس لینے سے تو کوئی نہیں بچ سکتا، یہ بھی تو سبب ہے۔

۵۔ سخت لب ولہجہ سے اجتناب

حضرت والاؒ تقریر وتحریر میں سخت لب ولہجہ کو بالکل پسند نہیں کرتے تھے۔ شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہرالقادری کی تقریر اس لیے پسند فرمایا کرتے اور توجہ سے سنا کرتے کہ ان کی تقریر میں لب ولہجہ کی مولویوں جیسی درشتی نہیں۔ فرمایا کرتے:

تقریر وتحریر میں لب ولہجہ کی شدت پسندیدہ چیز نہیں۔ اس سے تقریر وتحریر کو محفوظ رکھنا ضروری ہے۔ بات پرانی کہی جائے گی مگر لباس نیا ہو۔ یہ ہرگز پسندیدہ نہیں ہے کہ جو حق ہے اس میں کوئی کمزوری یا لچک آنے پائے۔ مگر حق پیش کرنے کا انداز بہت ہی خوشگوار اور دل پذیر ہو، بہت ہی دلنشین اور دلچسپ ہو تاکہ عوام وخواص اس کو ذوق وشوق سے سن کر فائدہ حاصل کرسکیں۔

قدوۃ الاولیاء حضور پیر صاحبؒ کی گفتگو میں جاہ وجلال اور فصاحت و بلاغت کا کمال دونوں قائم رہتے تھے۔ نکتہ آفرینی آپ پر بس تھی۔ تراھم رکعا سجدا کی معنوی تابش نے آپ کی جبیں سجدہ گزار کو انوارِ الٰہیہ کا تجلی خانہ بنا رکھا تھا۔ آپ کے میکدہ چشم سے عرفانِ خداوندی کی شرابِ طہور برستی تھی۔ حضرت والاؒ پیکرِ شفقت ومحبت تھے اور سب سے بالکل ایک سی محبت کرتے تھے۔ ہر مرید یہی کہتا جتنی شفقت مجھ سے تھی کسی سے نہیں۔ آپؒ ایک مثالی انسان تھے اگر آپ کے اطوارِ کرم اور مقدارِ عنایت پر لکھا جائے تو صفحات کی وسعتیں سمٹ کر رہ جائیں گی۔

اللہ تعالیٰ آپؒ کے درجات کو بلند فرمائے اور آپؒ کے روحانی فیوضات سے ہمارے قلوب و اذہان کو مستنیر و مستفید فرمائے۔ آمین بجاہ سیدالمرسلین ﷺ ❁❁❁❁

ڈاکٹر حسین محی الدین القادری

تعلیمی اصلاحات کی تحاریک

سرسید احمد خان نے مسلمانانِ ہند کو جدید تعلیم سے روشناس کروایا

قسط 5

"پاکستان کا نظامِ تعلیم، متشدد رجحانات اور مدارس دینیہ" کے عنوان سے ڈاکٹر حسین محی الدین قادری کی حال ہی میں ایک منفرد تحقیقی کتاب شائع ہوئی ہے۔ کتاب میں پاکستان کے نظامِ تعلیم کو درپیش مسائل کی نشاندہی کے ساتھ ساتھ ان مسائل کے حل کیلئے قابلِ عمل تجاویز پیش کی گئی ہیں۔ کتاب میں مدارسِ دینیہ و دیگر تعلیمی اداروں سے متعلق تحقیقی جائزہ، اعداد و شمار اور تاریخی پس منظر کو صراحت کے ساتھ پیش کیا گیا ہے۔ کتاب میں مذہبی مدارس کے تاریخی پس منظر، قرونِ اولیٰ و وسطیٰ اور برصغیر پاک و ہند کے مختلف ادوار کا احاطہ کیا گیا ہے۔ نظامِ تعلیم سے متعلق طلبہ و طالبات، اساتذہ اور والدین سے سوال و جواب کے نتیجے میں حاصل ہونے والی معلومات کو کتاب میں بطور خاص شامل کیا گیا ہے، جس سے کتاب کی افادیت اور انفرادیت بڑھی ہے۔ کتاب میں مفید نظامِ تعلیم کی تشکیل و ترویج کے ساتھ ساتھ پرامن سوسائٹی کی تشکیل میں معاشی استحکام، مؤثر عدالتی نظام کے قیام، بیداریِ شعور کے ضمن میں میڈیا کے کردار، انتہا پسندانہ تحریر وتقریر کے انسداد، تحمل و برداشت اور اختلاف رائے کے احترام کی ناگزیریت پر بحث کی گئی ہے۔

اس کتاب کے موضوع کی انفرادیت اور افادیت کے پیشِ نظر ماہنامہ منہاج القرآن میں اسے ماہِ مارچ 2018ء سے قسط وار شامل اشاعت کیا جارہا ہے۔ اس کتاب کے مطالعہ کے ضمن میں آپ اپنی قیمتی رائے سے ضرور آگاہ کیجئے۔ (چیف ایڈیٹر)

تعلیمی اِصلاحات کے حوالے سے درج ذیل تین اَدوار بالخصوص قابل ذکر ہیں۔ ان میں سے پہلے دو اَدوار قیامِ پاکستان سے قبل کے زمانے سے متعلق ہیں، جب کہ تیسرا اور جاری دور قیامِ پاکستان کے بعد کے زمانے کا ہے۔

ا۔ تعلیمی اصلاحات کا پہلا دور

برصغیر پاک و ہند میں تعلیمی اصلاحات کی تحریک کے پہلے مرحلے کے بانی سرسید احمد خان (1817ء تا 1898ء) تھے۔ آپ ایک تاریخ ساز شخصیت تھے، جنہوں نے مسلمانانِ ہند کو جدید تعلیم سے روشناس کرایا۔ سیاسی شعور بپا کرنے میں آپ کا کردار خاص اہمیت کا حامل ہے جس نے برصغیر پاک و ہند میں ایک انقلاب بپا کیا۔ ہندوستانی مسلمانوں کے لیے ان کی ہمہ جہت کاوشیں تاریخ کے اوراق میں سنہرے حروف کے ساتھ لکھی جانے کے قابل ہیں۔ ایک طرف تو انہوں نے انگریزوں اور مسلمانوں میں پائی جانے والی غلط فہمیوں کے ازالے کی کوشش کی اور دوسری طرف قومی زندگی کا حصہ بننے کے لیے مسلمانوں کو انگریزی تعلیم حاصل کرنے کی رغبت دلائی۔ انہوں نے متنبہ کیا کہ اگر مسلمان اس جانب توجہ نہیں دیں گے اور خود کو حالات کے مطابق تبدیل نہیں کریں گے تو وہ ترقی کی دوڑ میں پیچھے رہ جائیں گے اور سوائے کفِ افسوس ملنے کے ان کے پاس کچھ نہیں بچے گا، جب کہ ہندو ان کی نسبت سیاسی و سماجی شعبوں میں خود کو زیادہ قابل بنا لیں گے۔ آپ ایک سیاسی رہنما، سماجی مصلح، عظیم فہم و بصیرت کے مالک، معلم اور دور اندیش بھی تھے جنہوں نے اپنی قوتِ بصیرت سے بھانپ لیا تھا کہ مسلمانوں کو موجودہ

حالات کا مقابلہ کرنے کے لیے اپنے رویوں میں تبدیلی لانا ہوگی ورنہ ترقی کی دوڑ میں وہ پیچھے رہ جائیں گے۔

جنگ آزادی کی ناکامی کے اس پر آشوب دور میں سر سید احمد خان وہ عظیم شخصیت ہیں جنھوں نے برصغیر پاک و ہند کی تباہ حال ملتِ اسلامیہ کی ابتر حالت کو سنوارنے کا بیڑا اٹھایا۔ آپ نے صرف تبلیغ ہی نہیں کی بلکہ مسلمانوں کی قیادت کا فریضہ بھی سرانجام دیا اور مسلمانوں کے لیے ہندوستان بھر میں کثیر تعلیمی اداروں کا ایک جال پھیلا دیا تاکہ مسلمانوں کو ترقی کے دھارے میں شامل کیا جا سکے کیونکہ آپ کا اس بات پر کامل یقین تھا کہ تعلیم ہی وہ واحد حل ہے جس کے ذریعے برصغیر کے مسلمانوں کی مایوسی اور ناامیدی کو ختم کر کے ان کے مزاج، کردار اور سوچ میں تبدیلی لائی جا سکتی ہے اور ان میں آگے بڑھنے کا نیا جوش، جذبہ اور ولولہ پیدا کر کے ان کے ذہنوں کو منور کیا جا سکتا ہے۔

انہوں نے مسلمانوں کو جدید تعلیم فراہم کرنے کے لیے علی گڑھ کالج بنایا تھا جو قدیم اور جدید تعلیم کی باہمی مطابقت کے ساتھ ایک تحریک میں بدل گیا۔ 1872ء میں شائع ہونے والے ایک آرٹیکل میں سرسید احمد خان نے ایک تعلیمی ادارہ قائم کرنے کا تذکرہ کیا جو دوبارہ 15 اپریل 1911ء میں علی گڑھ انسٹی ٹیوٹ گزٹ (Aligarh Institute Gazette) میں شائع ہوا۔ جس میں آپ نے فرمایا:

''ہوسکتا ہے مجھے شیخ چلی کی مانند ایک خواب دیکھنے والا اور باتیں کرنے والا سمجھا جائے لیکن ہمارا ایک خواب ہے۔ ایک مقصد ہے کہ ایم۔ اے۔ او کالج (M.A.O College) کو آکسفورڈ اور کیمبرج یونی ورسٹی کی طرز پر تبدیل کیا جائے۔ ان یونی ورسٹیوں میں موجود گرجا گھروں (churches) کی طرح کالج میں ملحق مساجد ہوں گی۔ کالج میں یونانی حکیم کے علاوہ ایک ڈسپنسری ہوگی جس میں ایک ڈاکٹر اور کمپوؤڈر بھی ہوگا۔ کالج کے ہاسٹل میں رہائشی طلبہ کے لیے یہ لازم ہوگا کہ وہ پانچ وقت کی باجماعت نماز ادا کریں۔ دیگر مذاہب سے تعلق رکھنے والے طلباء اس پابندی سے بری ہوں گے۔ مسلمان طلباء کا ایک یونیفارم ہوگا۔ جو کالے رنگ کے الپاکا (Alpaca)، آدھے بازوں والے چغے اور سرخ رومی ٹوپی (Red Fez cap) پر مشتمل ہوگا۔ گالی گلوچ اور غلط الفاظ کا استعمال قطعی طور پر ممنوع ہوگا، جو لڑکے عموماً دوسروں سے سن کر اختیار کرتے ہیں۔ یہاں تک کہ کسی کو 'جھوٹا' کہنا بھی گالی تصور کیا جائے گا اور اس سطح تک کا لفظ کہنا بھی سختی سے منع ہوگا۔ طلبہ کو مغربی طرز یعنی کرسی اور میز پر کھانا دیا جائے گا اور عربی طرز میں زمین پر بھی۔ سگریٹ نوشی اور حقہ پینا سختی سے ممنوع ہوگا حتیٰ کہ پان میں استعمال ہونے والا چھالیہ کھانا بھی قابلِ گرفت ہوگا۔ طلبہ کو کسی قسم کی جسمانی سزا نہیں دی جائے گی اور نہ ایسی سزا دی جائے گی جس سے کسی طالب علم کی عزتِ نفس مجروح ہو۔

اس کے علاوہ اس بات پر سختی سے عمل کرایا جائے گا کہ کوئی بھی شیعہ، سنی طلبہ یا دیگر طلبہ اپنے مسالک یا مذاہب کو کالج اور ہاسٹل میں زیر بحث نہ لائیں۔ اخوت و محبت کی فضا قائم کی جائے گی۔ ابھی تو یہ ایک خواب کی مانند ہے۔ میں اللہ تعالیٰ سے دعا کرتا ہوں کہ وہ اس خواب کو شرمندہ تعبیر فرمائے''۔ (1)

1872ء میں اسلامی تعلیمات پر کام کرنے والی کمیٹی سے گفتگو کرتے ہوئے انہوں نے کہا:

''جب بھی تعلیم کا موضوع محمڈنز کے مابین زیر بحث لایا جاتا ہے ان کی کاوشیں ہمیشہ اس جدوجہد میں صرف ہوتی رہی ہیں کہ وہ اپنا روایتی تعلیمی نظام اختیار کریں اور پرانا قائم شدہ نصابِ تعلیم اختیار کریں۔ اس طرح سے پرانے نظام کے ذریعے جان پور، علی گڑھ، کان پور، دیوبند اور لاہور میں محمڈن ایجوکیشن سوسائٹی کے تحت بہت سے اسکول قائم کیے گئے''۔ (2)

(1) Sir-Syed (1817). Ahmed Khan, Birth. Graham, Graham, Irving, George Farquhar, & Han, A., & Z. Y. (1974). *The Life and Work of Sir Syed Ahmed Khan.* London, UK: Oxford University Press.

(2) Philips, Cyril Henry, Singh, Harischandra Lal, & Pandey, Bishwa Nath., (1962). *The evolution of India and Pakistan, 1858 to 1947*: select documents (Vol. 4): Oxford University Press London.

۲۔ تعلیمی اصلاحات کا دوسرا دور

برصغیر پاک و ہند میں تعلیمی اصلاحات کی تحریک کے دوسرے مرحلے کے بانی ڈاکٹر محمد اقبال (1877-1938ء) تھے۔ جو شاعرِ مشرق، عظیم فلاسفر اور اپنے وقت کے ایک عظیم حکیم و دانا تھے۔ انہوں نے مسلمانوں میں بیداری کا جذبہ اجاگر کیا اور انہیں جدید تعلیم کے لیے مزاحمت سے احتراز کرنے پر ابھارا۔ اُن کا خیال تھا کہ اگر مسلمان خود کو دورِ جدید کی ترقی سے ہم آہنگ کرنا چاہتے ہیں تو انہیں اپنا طرزِ فکر بدلنا ہو گا۔ انہوں نے (علمی، اقتصادی، سیاسی اور سماجی جمود کو توڑنے کے لیے) اجتہاد کی اہمیت پر زور دیا۔

اقبال نے ایک ایسے نظریے کی ترویج کی جو جدید و قدیم کا امتزاج تھا، وہ اس حق میں تھے کہ مسلمانوں کو ایک کمیونٹی کے طور پر جن مسائل کا سامنا ہے ان کا ناقدانہ اور جدید طرزِ فکر کی روشنی میں حل تلاش کیا جائے۔ یہی وجہ تھی کہ اُس وقت کے روایتی علماء نے اقبال کی مخالفت میں ایڑی چوٹی کا زور لگایا، وہ (نام نہاد علماء) قدامت پسندی سے جڑے رہنا چاہتے تھے اور جدید تعلیم سے متنفر تھے کیونکہ وہ اسے اپنی اقدار، اپنی ثقافت اور اپنے رہن سہن پر ایک حملے کے مترادف گردانتے تھے۔ یہ دو دھارے کبھی نہ ملے اور ان کے درمیان خلیج مسلسل وسیع ہوتی گئی۔

۳۔ تعلیمی اصلاحات کا تیسرا دور

برصغیر پاک و ہند میں تعلیمی اصلاحات کی تحریک کے تیسرے مرحلے کے بانی شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہر القادری (پیدائش 1951ء) ہیں۔ انہوں نے 1980ء میں منہاج القرآن انٹرنیشنل کے نام سے ایک جدید اسلامی تحریکی تنظیم قائم کی جس کا نیٹ ورک اور شاخیں آج دنیا کے 100 ممالک میں پھیل چکی ہیں۔ ملکی و بین الاقوامی سطح پر تعلیم کے ذریعے انتہا پسندی کے خاتمے اور متشدد نظریہ کی بیخ کنی میں آپ کی کاوشیں نمایاں ہیں۔ انتہا پسندی کے خاتمے کے اس عظیم سفر (intellectual odyssey) میں تحریک منہاج القرآن نے بنیادی توجہ نوجوانوں پر مرکوز کی ہے اور انہیں انتہا پسندانہ رجحانات کے منفی اثرات سے بچایا ہے۔

شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہر القادری کی رائے کے مطابق مذہبی انتہا پسندی اور تشدد پر مبنی نظریہ کے مسئلہ کے ممکنہ حل کے لیے تعلیمی نظام میں موجود ثنویت اور تضادات کو ختم کرنے کی از حد ضرورت ہے، کیونکہ یہی ثنویت معاشرے میں تنگ نظری اور انتہا پسندی کے پھیلاؤ کی بنیادی وجہ ہے۔ عصری علوم پر دسترس رکھنے والوں کے پاس (الا ماشاء اللہ) دینی علوم کا فہم نہ ہونے کے برابر ہے اور دوسری طرف مذہبی مدارس سے تعلیم حاصل کرنے والوں کی اکثریت عصری علوم سے نابلد ہے جس کی وجہ سے وہ عصرِ حاضر کے تقاضوں کو پورا نہیں کر سکتے[1]۔

شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہر القادری اپنی کتاب 'فرقہ پرستی کا خاتمہ کیونکر ممکن ہے؟' کے صفحہ نمبر 73 پر یوں رقم طراز ہیں:

دینی تعلیم کے ساتھ ساتھ جدید تعلیم کا حصول وقت کی بہت بڑی ضرورت ہے۔ اس کے بغیر عہدِ حاضر کے مسائل اور بدلتے ہوئے تقاضوں سے احسن طریق سے عہدہ برا ہونا ممکن نہیں۔

اِن متضاد طرز ہائے تعلیم کے تحت تعلیم حاصل کرنے والے طلباء کا worldview مکمل طور پر ایک دوسرے کے متضاد ہوتا ہے۔ جس کی وجہ سے وہ براہِ راست اختلافات کا شکار رہتے ہیں۔ علاوہ ازیں مذہبی مدارس سے تعلیم حاصل کرنے والوں میں فرقہ واریت کے امکانات کا خدشہ زیادہ ہوتا ہے کیونکہ ان کے پاس معاشرتی و معاشی زندگی میں آگے بڑھنے کے مواقع محدود ہوتے ہیں اور (انتہا پسندوں اور دہشت گردوں کے ہاتھوں) بآسانی brainwashed ہو جاتے ہیں[2]۔

انتہا پسندی اور تنگ نظری کے کسی بھی امکان کی پیشگی روک تھام کی خاطر شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہر القادری ایک ایسے تعلیمی معیار کو تجویز کرتے ہیں جو جدید و قدیم علوم سے ہم

(1) Ali, S. H., (2005). *Islamic Education and conflict: Understanding the Madrassahs of Pakistan*. Lahore, Pakistan.

(2) Fair, C. C., (2006). *Islamic Education in Pakistan*. USA: United States Institute of Peace.

آہنگ ہو۔ مذہبی مدارس اور سیکولر سائنسز (Secular Sciences) کے اداروں میں پڑھائے جانے والے نصاب میں وہ تعلیمی اصلاحات کے حامی ہیں۔ منہاج القرآن انٹرنیشنل (MQI) نے شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہر القادری کی قیادت میں پاکستان اور بیرونِ ممالک تعلیمی اداروں میں جدید و قدیم علوم کے امتزاج پر مبنی ایک ایسا نیٹ ورک قائم کیا ہے۔ جس کے تحت بیک وقت جدید سائنسز اور دینی علوم پڑھائے جاتے ہیں۔

منہاج ایجوکیشن سوسائٹی (MES) منہاج القرآن انٹرنیشنل کے زیر انتظام چلنے والا ایک اہم شعبہ ہے۔ اس تعلیمی منصوبے کے تحت ملک بھر میں 650 سے زائد پرائمری، سیکنڈری اور ہائیر سیکنڈری اسکولوں اور درجنوں کالجوں کا نیٹ ورک خاص طور پر پاکستان کے دور دراز کے علاقوں تک پھیلا ہوا ہے جو نسلِ نو میں فروغِ تعلیم، بیداریِ شعور اور فکری و نظریاتی تربیت کے ساتھ ساتھ قومی ترقی میں اہم فریضہ سر انجام دے رہا ہے؛ جس کے تحت نوجوانوں کو بنیادی تعلیم و تربیت کے ساتھ ساتھ معاشرے کا اہم رکن بنانے کے لیے اخلاقی، روحانی، سائنسی، طبی اور پیشہ ورانہ بنیادوں پر راہنمائی فراہم کی جاتی ہے۔ منہاج یونی ورسٹی لاہور پرائیویٹ سیکٹر میں ایک چارٹرڈ یونی ورسٹی ہے جو ہزارہا طلبا کو مذہبی علوم کے ساتھ ساتھ جدید سائنس و ٹیکنالوجی کی تعلیم فراہم کرنے میں مصروفِ کار ہے۔

MQI نے دنیا بھر میں سیکڑوں ثقافتی، دینی، تعلیمی اور امن کے مراکز قائم کیے ہیں جو کثیر المذہبی، کثیر الثقافتی اور تعلیمی سرگرمیوں میں لوگوں کو مصروف رکھے ہوئے ہیں تاکہ مسلمان نوجوان نسل کو سماجی، مذہبی اور عصر حاضر کے مسائل کا سامنا کرنے کے لیے تیار کیا جائے۔ MQI نے حکومتوں اور ناامید و مایوس اور متنفر افراد معاشرہ کے درمیان اعتماد کی فضا کو بحال کرنے کے لیے ایک پل کا کام سر انجام دیا ہے۔ یہ تحریک دنیا میں قیامِ امن، بین المذاہب مکالمہ اور ہم آہنگی کی اہم کاوشوں کی پیش رو ہے۔

شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہر القادری کا دہشت گردی اور فتنہ خوارج کے خلاف مبسوط تاریخی فتویٰ مذہبی اور سیاسی انتہا پسندی اور دہشت گردی کے اثرات کو کم کرنے جیسی پرعزم کاوشوں کا ایک منہ بولتا ثبوت ہے[(1)]۔ انتہا پسندی اور دہشت گردی کے خاتمے اور پرامن بقائے باہمی کے سلسلے میں دہشت گردی کے خلاف شیخ الاسلام ڈاکٹر طاہر القادری کا یہ فتویٰ ایک بنیادی سنگ میل کی حیثیت رکھتا ہے۔ اس کے ذریعے پوری دنیا کو دلائل کی روشنی میں مبسوط طریقے سے آگاہ کیا گیا ہے کہ اسلام دہشت گردی اور دہشت گردوں کا سب سے بڑا دشمن ہے، خواہ یہ دہشت گرد مسلمان ہونے اور نام نہاد جہادی ہونے کا ہی دعویٰ کیوں نہ کریں، کیوں کہ دہشت گردی کا کوئی مذہب نہیں۔ اس فتویٰ نے عالمگیر سطح پر پذیرائی حاصل کی اور اقوامِ عالم تک اسلام کی امن و سلامتی پر مبنی تصویر پیش کی ہے۔

اسی طرح 2011ء میں ویمبلے ایرینا میں منعقدہ امن کانفرنس برائے انسانیت (Peace for Humanity Conference) اس سلسلہ (انتہا پسندی اور دہشت گردی ختم کرنے اور فروغ امن، اقوام عالم، مذاہب اور معاشروں کے مابین روابط قائم کرنے) کی دوسری اہم مثال ہے۔ اس عالمی کانفرنس میں چھ مختلف مذاہب (مسلم، عیسائی، یہودی، ہندو، بدھ مت اور سکھ) کے رہنماؤں، پیروکاروں اور ہزارہا مسلمان نوجوانوں نے شرکت کی تھی۔ اس کانفرنس کے ذریعے اسلام کی امن پر مبنی تعلیمات عالمی سطح پر تمام اقوام تک پہنچائی گئیں اور امن، تحمل و برداشت اور مذہبی وسعت نظری جیسی اقدار کو فروغ ملا۔ اسی سلسلے کی ایک کڑی شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہر القادری کا 'فروغ امن اور انسداد دہشت گردی کا اسلامی نصاب' ہے جسے آپ نے جون 2015ء میں اسکولوں، کالجوں اور یونی ورسٹیوں کے لیے بطور امن نصاب launch کیا۔ آپ کا یہ اقدام ان اداروں کے لیے ایک امید کی کرن ثابت ہوا ہے جو انتہا پسندی کو علم کے ذریعے ختم کرنے کی کاوشوں میں مصروف ہیں۔

(جاری ہے)

(1) Guidugli, Mattias., (2013). *Fatwa on Terrorism and Suicide Bombings.* Journal of Politics, Religion & Ideology, Taylor & Francis, 14(1), 159–161.

تجدیدِ عہد وفا، احتساب اور کرپٹ اشرافیہ

پاکستان مخلص قیادت نے بنایا، بدعنوان سیاسی ایلیٹ نے کمزور کیا

جب تک یہ ظالم نظام رہے گا کرپشن، استحصال، ناانصافی ختم نہیں ہوگی

یوم آزادی اور احتساب عدالت کے فیصلے کے حوالے سے خصوصی تحریر

نوراللہ صدیقی

غریب و ناخواندہ مگر غیرت ایمانی سے سرشار، پرعزم اسلامیانِ برصغیر نے پاکستان کی شکل میں آزادی کی نعمت حاصل کی اور شومئی قسمت کہ نام نہاد پڑھے لکھے غیرتِ ایمانی سے محروم ہوسِ جاو ہوسِ زر میں مبتلا کرپٹ سیاسی ایلیٹ نے اسے معاشی اعتبار سے اغیار کا غلام اور ایک قابل رحم ایسا ملک بنا دیا، جس کے عوام آزادی کے 71 سال گزر جانے کے بعد بھی تعلیم، انصاف اور صحت کی بنیادی سہولتوں سے محروم ہیں۔

آج ہم 71واں یوم آزادی منا رہے ہیں، ہر سال تجدیدِ عہدِ وفا کے عزم کے ساتھ ہم آزادی کا دن گزارتے ہیں مگر جب ہم گزرے ہوئے سال کے ہر دن پر نگاہ دوڑائیں تو ہمیں پستی، زبوں حالی اور پہلے سے زیادہ ابتری نظر آتی ہے اور معکوس ترقی کا یہ عمل رکتا ہوا دکھائی نہیں دے رہا۔ وہ ملک جو علم، حلم، رواداری، اعتدال، ایثار، یقین محکم، استقامت جیسی اعلیٰ اسلامی، انسانی اوصاف کے مظاہرے سے حاصل کیا گیا، اس میں اعلیٰ و ارفع اوصاف آج ناپید ہیں۔ علم کی جگہ جہالت نے لے لی۔۔۔ حلم کی جگہ کوتاہ نظری اور عدمِ برداشت نے لے لی۔۔۔ رواداری، اعتدال، ایثار، یقینِ محکم جیسے جذبے ہوس زر، خودغرضی اور ابن الوقتی کی نظر ہوگئے۔۔۔ اور قائداعظم محمد علی جناح جیسی مخلص قیادت رکھنے والی قوم کرپٹ کاروباری اور منافع خور ذہنیت کے نرغے میں آگئی۔

یہ سوال آج بھی جواب طلب ہے کہ کیا بانی پاکستان اور لاکھوں اسلامیانِ برصغیر نے جان، مال، عزت کی قربانی دے کر اس لیے پاکستان بنایا تھا کہ چند درجن خاندان اور ان کی عیاش اولادیں 98 فیصد عوام کے حقوق پر ڈاکے ڈالیں اور قومی وسائل اپنی ذات، جماعت اور خاندان کو مضبوط کرنے کیلئے ذاتی تصرف میں لائیں؟

ہر پانچ سال کے بعد جمہوریت کو مستحکم کرنے کی آڑ میں الیکشن کا ڈھونگ رچا کر فاقہ مست عوام سے ووٹ کی شکل میں لوٹ مار کا لائسنس حاصل کیا جاتا ہے۔ لوٹ کھسوٹ کا یہ کھیل کب تک جاری رہے گا؟

کرپٹ سیاسی انتخابی ایلیٹ سے یہ باز پرس کون کرے گا کہ 100 ارب ڈالر کے مقروض ملک کے غریب عوام روٹی کے سستے نوالے، صاف پانی کے ایک گھونٹ سے محروم کیوں ہیں؟

بانی پاکستان قائداعظم محمد علی جناح نے چاروں صوبوں بشمول مشرقی پاکستان کے ایک وفاق کی بنیاد رکھی تھی کہ جس

جب ہم گزرے ہوئے سال کے ہر دن پر نگاہ دوڑائیں تو ہمیں پستی، زبوں حالی اور پہلے سے زیادہ ابتری نظر آتی ہے اور معکوس ترقی کا یہ عمل رکتا ہوا دکھائی نہیں دے رہا

کے سارے یونٹ انتظامی ،معاشی اعتبار سے خودمختار ہوں گے اور ان کے حقوق آئین کی شکل میں انہیں بلاروک ٹوک تفویض کیے جائیں گے مگر کرپٹ سیاسی ایلیٹ نے اپنے مفاد کیلئے اس ویژن کو بلڈوز کیا۔ غربت، اقتدار کی رسہ کشی، چھوٹے صوبوں کے ساتھ معاندانہ رویے، ناانصافی اور عدم تحفظ کی وجہ سے قائداعظم کا پاکستان انتشار، تقسیم در تقسیم اور افراتفری کا شکار ہے۔ احساس محرومی سے انتہا پسندی اور دہشتگردی نے جنم لیا، رہی سہی کسر کرپٹ سیاسی ایلیٹ کی بیڈگورننس نے نکال دی اور اس محرومی کے نتیجے میں جنم لینے والے ردعمل کو ایک بار پھر سامراجی قوتیں علیحدگی پسندی کو بڑھاوا دینے کیلئے استعمال کررہی ہیں۔

ہر پانچ سال کے بعد جمہوریت کو مستحکم کرنے کی آڑ میں الیکشن کا ڈھونگ رچاکر فاقہ مست عوام سے ووٹ کی شکل میں لوٹ مار کا لائسنس حاصل کیا جاتا ہے۔ لوٹ کھسوٹ کا یہ کھیل کب تک جاری رہے گا؟

70ء کی دہائی میں بنگلہ دیش بنانے کے منصوبے پر کام کرنے والے ’’کے جی بی‘‘ کے ایک افسر بیزی نوف نے اپنے ایک انٹرویو میں کہا جو آج بھی یو ٹیوب پر دستیاب ہے کہ ’’مشرقی پاکستان کا منصوبہ ہم نے بنایا اور جب ریاست اس طرز کا کوئی منصوبہ بناتی ہے تو پھر Useful Ediot میسر آجاتے ہیں‘‘۔ ان کا اشارہ شیخ مجیب کی طرف تھا اور انہوں نے مشرقی پاکستان کے خلاف لکھنے والے قلمی طوائفوں کا ذکر بھی کیا۔ ایسے ہی کچھ Useful Ediot آج بھی عالمی سامراجی قوتوں اور توسیع پسندی کا ایجنڈا رکھنے والی فورسز کو اپنی خدمات مہیا کرنے کیلئے بے تاب نظر آرہے ہیں۔

پاکستان اپنی آزادی کے ایک اہم موڑ پر کھڑا ہے، کچھ بنیادی نوعیت کے فیصلے کرنے کی ضرورت ہے، انہی فیصلوں نے پاکستان کے مستقبل کا فیصلہ کرنا ہے، ہمیں فیصلہ کرنا ہے کہ آیا ہم نے اسی نظام کو سینے سے لگا کر رکھنا ہے جس نے 1971ء میں پاکستان دولخت کیا، دہشتگردی، خودکش دھماکوں، مذہبی جنونیت، عدمِ برداشت، کرپشن، اقرباپروری، ابن الوقتی کوایک نظام کے طور پر مسلط کیا یا اس نظام سے نجات حاصل کرنی ہے۔۔۔؟ بہرحال اب یہ فیصلے کی گھڑی ہے ورنہ دنیا کے نقشے پر بطور ملک افغانستان بھی موجود ہے، عراق، ایتھوپیا، یمن، فلسطین بھی موجود ہیں۔ ہمیں اپنی آزادی اور خودمختاری پر تحفظ کیلئے بڑے فیصلے کرنے کی ضرورت ہے۔

Useful Ediot جنہوں نے اپنے اقتدار کو دوام دینے کیلئے اداروں کو تباہ کیا وہ آج ایک بار پھر عدلیہ اور فوج کے ادارے کو اپنی ہوس کی بھینٹ چڑھانا چاہتے ہیں اور اس ضمن میں ایڈوانس کھائے بیٹھے ہیں۔ پاکستان بچانے کیلئے ان منفی عناصر سے نجات کی سبیل کرنا ہوگی ۔سٹیٹس کو کی قوتوں کو نظام کی تبدیلی کے ذریعے شکست دینا ہوگی اور ادارہ جاتی اصلاحات کے ذریعے اس نظام کی قباحتیں دور کرنا ہوں گی۔ اس امر میں کوئی شبہ نہیں کہ اس نظام کے تحت شخصیات ریاست سے زیادہ مضبوط ہوچکی ہیں، اس کا نظارہ ہم پاناما لیکس کے فیصلے میں دیکھ چکے ہیں کہ ایک خاندان اپنی کرپشن چھپانے کیلئے تمام اداروں کو آنکھیں دکھارہا ہے۔

نواز شریف خاندان بالآخر احتساب عدالت کے فیصلے کی روشنی میں گرفتار ہوچکا، نواز شریف کو 10 سال، ان کی صاحبزادی کو 8 سال اور داماد کو 1 سال قید کی سزا سنائی گئی ہے اور مجموعی طور پر 165 کروڑ روپے جرمانہ کیا گیاہے۔ احتساب عدالت نے اپنے فیصلے میں حکم دیا کہ لندن فلیٹس ضبط کر لیے جائیں۔ اس کے ساتھ ساتھ یہ فیصلہ بھی سنایا گیا کہ ملزمان کسی بینک سے مالی فائدہ حاصل نہیں کرسکیں گے اور دس سال تک کوئی عوامی عہدہ بھی نہیں رکھ سکتے جبکہ نواز شریف کے بیٹوں حسین نواز اور حسن نواز کو دائمی اشتہاری قرار دیا گیا ہے۔ فیصلہ کے مطابق حسین نواز نے تسلیم کیا کہ وہ لندن فلیٹس کے مالک ہیں اور مریم نواز کی جانب سے جمع کرائی گئی ٹرسٹ ڈیڈ جعلی ثابت ہوئی اور انہیں والد کے اثاثے چھپانے کے جرم میں معاون قرار دیا گیا۔

فیصلے میں اس بات کا بھی ذکر ہے کہ کبھی بھی ملزمان نے قطری خطوط کے ذریعے لندن جائیداد کا پہلے کبھی ذکر نہیں کیا۔ یہ جائیدادیں 1993ء سے اس خاندان کے پاس ہیں جبکہ 1993ء میں مریم کی عمر 20، حسین 17 سال اور حسن نواز کی عمر 15 سال تھی۔ یہ طالب علم 15 اور 17 سال کی عمر میں اربوں روپے مالیت کے قیمتی اپارٹمنٹس کے کیسے مالک بنے؟ یہ ایک سوال تھا جو 6 مہینے تک جے آئی ٹی میں اور 9 مہینے تک احتساب عدالت میں پوچھا جاتا رہا مگر نواز شریف اور مریم صفدر سمیت شریف خاندان کا کوئی فرد اس کا جواب نہ دے سکا۔ احتساب عدالت کا فیصلہ 174 صفحات پر مشتمل ہے جس میں شریف خاندان کے جرائم کی روداد رقم ہے۔

بلاشبہ کرپشن کے انسداد کے حوالے سے احتساب عدالت کا فیصلہ پاکستان کی تاریخ کا ایک اہم باب ہے۔ پہلی بار انتہائی چالاک، عیار شریف خاندان کے خلاف عدالت نے فیصلہ سنایا اور ملزمان کو اوپن کورٹ میں 9 مہینے تک صفائی پیش کرنے کا موقع دیا گیا۔ نواز شریف اور ان کے حواریوں نے ٹرائل کورٹ کی قانونی کارروائی کو میڈیا ٹرائل کے ذریعے متنازعہ بنانے کی کوشش کی۔ ججز پر رکیک حملے کیے، عدلیہ کے وقار کو مجروح کیا، یہاں تک کہ قومی سلامتی کے اداروں کے خلاف تاریخ کی بدترین مہم چلائی۔ میڈیا ہاؤسز، صحافیوں، کالم نویسوں، اینکرز پرسنز، سیاسی، سماجی، قانونی شخصیات کی بولیاں لگانے کی کوشش کی۔ ان سارے ہتھکنڈوں اور پروپیگنڈے کا مقصد اپنے مالی جرائم سے توجہ ہٹانا تھا اور اس ضمن میں نواز شریف اور ان کی بیٹی

نواز شریف کے جرائم کی فہرست میں قومی سلامتی کے اداروں کے خلاف بدترین مہم چلانا، قومی دولت، سرکاری وسائل اور افرادی قوت کو اپنے مذموم مقاصد کیلئے استعمال کرنا اور عقیدہ ختمِ نبوت کے خلاف اقدامات کرنا نمایاں ہے۔

ہمیں فیصلہ کرنا ہے کہ آیا ہم نے اسی نظام کو سینے سے لگا کر رکھنا ہے جس نے دہشتگردی، مذہبی جنونیت، کرپشن اور اقرباپروری کو ہم پر مسلط کیا یا اس نظام سے نجات حاصل کرنی ہے۔۔۔؟

نے ''ووٹ کو عزت دو'' کے نام پر پر اداروں کی بے توقیری پر مبنی بدترین مہم بھی چلائی اور پاکستان کی تاریخ میں پہلی بار عوامی سطح پر عدلیہ، ججز اور قومی سلامتی کے اداروں کے خلاف گالم گلوچ کیا۔ اس پر ان کے حواریوں کو توہین عدالت پر سزائیں بھی ہوئیں۔

مریم بی بی نے تو قومی اداروں کے خلاف ہرزہ سرائی کی ہر حد عبور کی، بالخصوص سماجی رابطوں کی ویب سائٹس پر سپریم کورٹ اور فوج کیخلاف بدترین مہم چلائی اور اس مقصد کیلئے پی آئی ڈی، وزارت اطلاعات، پی ٹی وی، پیمرا کے سرکاری وسائل اور افرادی قوت کو استعمال کیا گیا۔

نواز شریف اور ان کی صاحبزادی نے اپنی ناجائز دولت اور اثاثوں پر قانونی کارروائی کو سبوتاژ کرنے کیلئے ریاست پاکستان پر بھی حملے کیے۔ نواز شریف نے ممبئی حملوں کے دہشت گرد پاکستان کی طرف سے بھیجے جانے کا گھناؤنا الزام بھی لگایا اور پاکستان کے روایتی دشمن بھارت کو عالمی سطح پر پاکستان کو بدنام کرنے کی مہم کا مواد فراہم کیا اور کشمیر کاز کو ناقابل تلافی نقصان پہنچایا۔ یہی نہیں پاناما لیکس کے انکشافات کے بعد نواز شریف نے ایک بدترین پارلیمنٹرین اور بدترین شہری ہونے کا ثبوت بھی دیا اور اپنی ذات کے دفاع اور عالمی مدد کے حصول کیلئے مسلّمہ عقیدہ ختم نبوت کے خلاف اقدامات کرنے سے بھی باز نہیں آئے۔ ہم سمجھتے ہیں کہ کسی مسلمان کیلئے اس سے بڑی کوئی اور بدبختی نہیں ہے کہ اللہ اسے شعائرِ دین اور بنیادی عقائد کے تحفظ کیلئے وسائل اور قوت دے اور وہ شخص ان وسائل اور اختیارات کو ان عقائد کے خلاف بروئے کار لائے۔

نواز شریف نے ناجائز اثاثوں کے مقدمات سے جان

چھڑانے اور غیر ملکی قوتوں کی توجہ اور مدد کے حصول کیلئے عقیدہ ختم نبوت کے حلف نامے کو تبدیل کروایا اور پھر جب یہ نظریاتی ڈکیتی پکڑی گئی تو پھر اسلامیانِ پاکستان کی آنکھوں میں دھول جھونکنے کیلئے راجہ ظفرالحق کی سربراہی میں کمیٹی بنائی جس کی مبہم رپورٹ کو بھی پبلک کرنے سے انکار کیا گیا۔

یہ وہی نواز شریف ہیں جنہوں نے کرسی بچانے کیلئے 17 جون 2014ء کے دن ماڈل ٹاؤن لاہور میں خون کی ہولی کھیلی، قتلِ عام کروایا، 14 شہریوں کو اپنے کٹھ پتلی پولیس افسران کے ذریعے شہید کروایا جن میں دو خواتین بھی شامل تھیں۔ اس بدبخت شخص نے پاکستان کے اس بدترین قتلِ عام

بلاشبہ کرپشن کے انسداد کے حوالے سے احتساب عدالت کا فیصلہ پاکستان کی تاریخ کا ایک اہم باب ہے۔ پہلی بار انتہائی چالاک، عیار شریف خاندان کے خلاف عدالت نے فیصلہ سنایا۔

کے واقعہ کی تحقیقات تک نہ ہونے دی، جو پولیس افسران اس قتلِ عام میں براہ راست ملوث تھے انہیں ترقیاں اور تحفظ دیا، ان کی مراعات میں اضافہ کیا، اور آج کے دن تک شرمندگی اور تعزیت کا ایک لفظ ان کے منہ سے نہیں نکلا۔ جو خاندان انسانی حرمت کے خلاف ریاستی طاقت کا بے رحم استعمال کرے ''ووٹ کو عزت دو'' کے الفاظ ان کے منہ سے نکلتے اچھے نہیں لگتے۔

پاکستان عوامی تحریک کے سربراہ ڈاکٹر محمد طاہرالقادری دو دہائیوں سے شریف خاندان کی کرپشن کے حقائق قوم کے سامنے رکھتے رہے، کلمہ حق بلند کرتے رہے، قوم کو 2014ء کے دھرنے کے موقع پر ان کے خطابات یاد ہوں گے، وہ شدومد کے ساتھ ہر روز کہتے تھے کہ قوم کو علم ہی نہیں ہے کہ اسے کون کون کس کس طرح سے لوٹ رہا ہے۔۔۔؟ کس طرح لانچوں پر، جہازوں پر پاکستان کی دولت بریف کیس بھر بھر کے بیرون ملک پہنچائی جاتی ہے اور کس طرح کرپشن کی جاتی ہے۔۔۔؟ کیسے کیسے کک بیکس وصول کی جاتی ہیں۔۔۔؟

پاکستان عوامی تحریک کے سربراہ ڈاکٹر محمد طاہرالقادری کا کہنا ہے کہ لندن فلیٹس 90ء سے بھی پہلے کے ہیں اور یہ نواز شریف کی ملکیت ہیں۔ یہ سارا پیسہ منی لانڈرنگ کے ذریعے لندن پہنچایا گیا اور یہ فلیٹس بے نامی جائیدادوں میں تبدیل کیے گئے اور پھر ان کے بنی فشری بچے بنائے گئے جو اس وقت 15 اور 17 سال کی عمر کے تھے۔ کیا قوم بھول گئی کہ نواز شریف نے لندن فلیٹس کی منی ٹریل کے حوالے سے پارلیمنٹ میں کوئی اور بیان دیا، قوم سے دو بار خطاب کرتے ہوئے کوئی اور بیان دیا اور سپریم کورٹ میں اپنے سابقہ موقف کے برعکس قطری خط لے آئے، اور پھر احتساب عدالت میں ان سے کہا گیا کہ کیا وہ حلف دے کر بیان ریکارڈ کروانا چاہتے ہیں؟ تو نواز شریف نے انکار کر دیا۔ جو شخص اپنے لیے قسم اٹھانے پر تیار نہیں تھا، وہ کس منہ سے قوم سے کہتا ہے کہ وہ اس کے دفاع کیلئے اٹھ کھڑی ہو؟

بہرحال یہ سوال اس کے علاوہ ہے کہ جس شخص کو اور جس خاندان کو پاکستان نے عزت دی، مالا مال کیا، وہ خاندان اپنا کاروبار اور پیسہ کیوں بیرون ملک لے کر گیا۔۔۔؟ اگر یہ پیسہ پاکستان میں انویسٹ ہوتا تو اس سے روزگار کے مواقع بڑھتے، لوگوں کو روزگار ملتا، ریاستِ پاکستان کو ٹیکس ملتا، بلواسطہ یا بلاواسطہ معاشی سرگرمیوں میں اضافہ ہوتا مگر اس بدبخت خاندان نے ہر موقع اور ہر مرحلہ پر پاکستان اور اس کے عوام کے مفاد کو نقصان پہنچایا۔

یوم آزادی کے مبارک دن اور مہینہ کی مناسبت سے ہم دعا گو ہیں کہ اللہ تعالیٰ پاکستان کو خائن اور جھوٹوں کی قیادت سے دور رکھے اور کرپشن کے خلاف بلاتفریق کارروائی کی جائے جس نے بھی قومی دولت کو لوٹا ہے ان کی اسی طرح گرفت کی جائے جس طرح کرپٹ شریف خاندان کی گئی ہے۔ اسی طرح باقی مقدمات کے فیصلے بھی بلاتاخیر کیے جائیں اور اس کے ساتھ ساتھ سانحہ ماڈل ٹاؤن کے مظلوموں کو بھی انصاف دیا جائے۔

❁❁❁❁❁

”انسان کی اخلاقی و روحانی ترقی“

شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہرالقادری کا خصوصی دورۂ UK و یورپ

دورے کا آغاز 30 جون سے ہوا جو 24 اگست تک جاری رہے گا

رپورٹ: ظلِ حسن

شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہرالقادری کے 30 جون 2018ء سے 24 اگست 2018ء تک UK اور یورپ کے خصوصی دورہ کا شیڈول مرتب کیا گیا، جس کے تحت تادم تحریر انہوں نے 15 جولائی کو سپین، بارسلونا میں روحانی و اخلاقی ترقی کے موضوع پر خصوصی خطاب کیا۔ اس شیڈول کے مطابق انہوں نے 30 جون کو UK نارتھ زون، یکم جولائی کو بریڈفورڈ نارتھ زون اور 3 جولائی کو UK لندن ساؤتھ زون میں انسان کی اخلاقی و روحانی ترقی کے موضوع پر خصوصی لیکچرز دیئے۔ 30 جون نارتھ زون نیلسن میں منہاج ویمن لیگ اور منہاج سسٹرز کی طرف سے منعقدہ کانفرنس سے انہوں نے خطاب کیا۔ اس دورہ کے موقع پر چیئرمین سپریم کونسل ڈاکٹر حسن محی الدین، شیخ حماد مصطفیٰ المدنی خصوصی طور پر ان کے ہمراہ تھے۔ شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہرالقادری نے 8 جولائی کو یونان (ایتھنز) اور 15 جولائی کو سپین (بارسلونا) میں کانفرنس سے خطاب کیا۔ ان کے دیگر ممالک کے دورہ جات کی تفصیلی رپورٹ ان شاء اللہ آئندہ شمارہ میں شامل کی جائے گی ان میں 21 جولائی کو اٹلی (بریشیا)، 22 جولائی کو اٹلی (اریزو)، 24 جولائی کو آسٹریا (ویانا)، 28 جولائی کو جرمنی (برلن)، 29 جولائی کو جرمنی (فرینکفرٹ)، 4 اگست کو ناورے (اوسلو)، 5 اگست کو سویڈن (سٹاک ہوم) اور 24 اگست کو فرانس (پیرس) میں خطاب کرینگے۔

شیخ الاسلام دنیا بھر کے مسلمان نوجوانوں کو یہ پیغام دے رہے ہیں کہ اسلام کا انتہا پسندی، دہشتگردی سے کوئی تعلق نہیں ہے۔ اسلام امن، محبت اور اخوت کی تعلیمات سے عبارت ہے۔

UK و یورپ کے اس خصوصی دورہ کا بنیادی مقصد بیرون ملک مقیم نوجوان نسل کو اسلام کی اعلیٰ اخلاقی، تربیتی تعلیمات سے روشناس کروانا ہے۔ یہ دور پرفتن ہے اور انسانی اقدار کی تباہی اور زبوں حالی کا دور ہے۔ نوجوان نسل کو گمراہ کرنے کیلئے اور انہیں اعلیٰ انسانی اخلاقی بنیادوں سے ہٹانے کیلئے خارجیت کی یلغار ہے۔ یہ خارجیت انسانی سوچ

نظریہ اور فکر پر بھی حملہ آور ہے۔ اس کے ساتھ ساتھ جان، مال کے بھی در پے ہے اور ابلاغ کے جتنے بھی جدید ذرائع ہیں ان کے ذریعے نوجوان نسل کو گمراہ کرنے کیلئے کوئی کسر نہیں چھوڑی جارہی۔ جہاد کی غلط تشریح کر کے نوجوان نسل کو دہشتگردی کے

شیخ الاسلام کے UK و یورپ کے اس خصوصی دورہ کا بنیادی مقصد بیرون ملک مقیم نوجوان نسل کو اسلام کی اعلیٰ اخلاقی، تربیتی تعلیمات سے روشناس کروانا ہے۔

راستے پر ڈالا جارہا ہے اور انسانی خون بہانے کے غیر اسلامی اقدام کو اسلام سے جوڑنے کی مذموم کوشش کی جارہی ہے۔

یہی وہ نظریاتی دہشتگردی ہے جس کے حملے کو ناکام بنانے کیلئے تحریک منہاج القرآن کے بانی و سرپرست شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہرالقادری مسلسل سفر میں ہیں اور وہ دنیا بھر میں آباد مسلمانوں بالخصوص پاکستانی نوجوانوں کی اخلاقی، روحانی تربیت کیلئے اپنا کردار ادا کررہے ہیں۔ وہ نوجوانوں کو یہ پیغام دے رہے ہیں کہ اسلام کا انتہا پسندی، دہشتگردی سے کوئی تعلق نہیں ہے۔ اسلام امن، محبت اور بین الاقوامی بھائی چارے کو قائم کرنے کی تعلیمات سے عبارت ہے۔ اسلام علم و عمل کا ضابطہ حیات ہے۔ اسلام حقوق اللہ کے ساتھ ساتھ حقوق العباد کی بجا آوری پر زور دیتا ہے۔ اسلام علم کے حصول کو فرد کا صوابدیدی اختیار قرار نہیں دیتا بلکہ وہ حصولِ علم پر زور دیتا ہے۔ سچائی اور انسانی خدمت کے زریں اصولوں پر کاربند ہونے کی تحریک دیتا ہے۔

دورہ UK و یورپ کی مکمل تفصیل ان شاء اللہ تعالیٰ آئندہ شمارہ میں شامل اشاعت ہوگی۔ ہم دعا گو ہیں اللہ رب العزت شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہرالقادری کی مسلمانوں بالخصوص یو کے و یورپ میں مقیم افراد کی اصلاحِ احوال کے ضمن میں انجام دی جانے والی اس اسلامی، ملی خدمت کو قبول کرے اور شیخ الاسلام صحت و تندرستی کے ساتھ اس دورہ کو مکمل کریں۔

❁❁❁❁❁

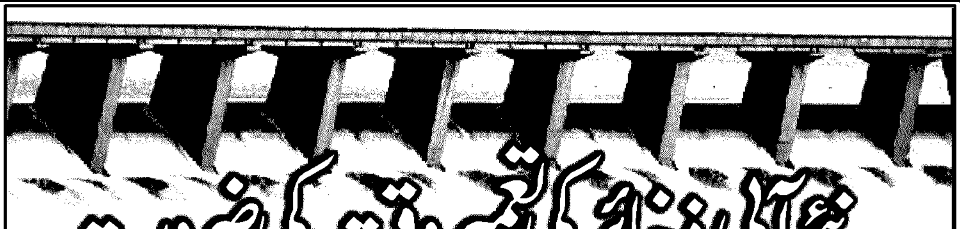

نئے آبی ذخائر کی تعمیر وقت کی ضرورت

نئے ڈیمز کی تعمیر کیلئے چیف جسٹس سپریم کورٹ کا کردار قابل تحسین ہے

اسفند شاہ

پانی ایک ایسی نعمت ہے جس پر تمام جانداروں کی زندگی کا انحصار ہے۔ انسانی زندگی میں پانی کو ہمیشہ بڑی اہمیت رہی ہے۔ تاریخ پر نظر دوڑائیں تو پتہ چلتا ہے کہ تمام بڑے شہر اور قصبے دریاؤں وغیرہ کے قریب ہی آباد ہوئے۔ انسانی خوراک کا زیادہ تر دارومدار زراعت یعنی زمین سے حاصل ہونے والی اجناس پر ہے اور زراعت کے لیے پانی ریڑھ کی ہڈی کی حیثیت رکھتا ہے۔ پاکستان بنیادی طور پر ایک زرعی ملک ہے اور ہمارے لیے پانی کی بہت زیادہ اہمیت ہے۔ پانی کے محفوظ، دیرپا اور محفوظ استعمال کا دنیا بھر میں معروف طریقہ ڈیموں اور آبی ذخائر کی تعمیر ہے۔ یہ ہماری بدقسمتی ہے کہ پاکستان میں بہنے والے زیادہ تر دریاؤں کا منبع بھارت یا مقبوضہ کشمیر میں ہے اور ماضی میں بعض حکمرانوں کی نااہلی کی وجہ سے ایک طرف بھارت دن بدن ہمارے پانیوں پر قابض ہوتا چلا جارہا ہے تو دوسری جانب ہم دستیاب آبی وسائل کے بہتر استعمال کے خود کو قابل نہیں بناسکے۔ بانی پاکستان قائداعظمؒ پانی کی اہمیت سے بخوبی آگاہ تھے اور اسی لیے آپ نے کشمیر کو پاکستان کہ شہ رگ قرار دیا تھا اور اپنی زندگی کے آخری ایام میں آپ مسئلہ کشمیر کے حوالے سے نہایت فکر مند تھے۔

بھارت سندھ طاس معاہدے کے تحت ہمارے حصے میں آنے والے دریاؤں پر بھی جگہ جگہ ڈیم اور آبی ذخائر تعمیر کرکے پاکستان کو ریگستان میں تبدیل کرنے کے ایک سوچے سمجھے منصوبے پر عمل پیرا ہے۔ صدر ایوب نے ستمبر 1960ء میں بھارت کے ساتھ سندھ طاس معاہدہ کرلیا حالانکہ 1953ء کو اس معاہدے کو پاکستان کی جانب سے مسترد کردیا گیا تھا۔ اس معاہدے کے تحت تین دریا راوی، ستلج اور بیاس بھارت کو دے دیئے گئے۔ نتیجہ یہ ہے کہ آج یہ دریا عملی طور پر خشک ہوچکے ہیں، صرف بارش کے موسم میں یا بھارت کی جانب سے اضافی پانی چھوڑے جانے پر ان دریاؤں میں کچھ روانی آتی ہے۔ بھارت نے صرف ان ہی تین دریاؤں پر بس نہیں کیا بلکہ بڑے بڑے ڈیم اور ہائیڈل پاور پراجیکٹ بناکر دریائے چناب اور دریائے جہلم کا بہت زیادہ پانی بھی روکنا شروع کردیا ہے جو سندھ طاس معاہدے کی بھی خلاف ورزی ہے۔ بھارت مقبوضہ کشمیر اور دیگر علاقوں میں 50 سے زائد ڈیم تعمیر کرکے پاکستان کے حصے کا پانی روک رہا ہے۔ باقاعدہ منصوبہ بندی کے تحت بھارت نے پاکستانی دریاؤں پر ڈیم تعمیر کرکے اور رابطہ نہریں بناکر پاکستان کے حصے کا پانی بھارت ہی میں روکنے کا انتظام کرلیا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ آج پاکستانی دریا خشک ہوتے چلے جارہے ہیں اور پاکستان پانی کی شدید کمی کا شکار ہوتا جارہا ہے۔ اب حالت یہ ہے کہ ایشیا میں بہترین نہری نظام رکھنے کے باوجود پاکستان بہت سی سبزیاں اور اجناس درآمد کرنے پر مجبور ہے۔

گذشتہ کئی عشروں سے ملکی وغیر ملکی ماہرین حکومت پاکستان کو بار بار خبردار کرتے چلے آرہے ہیں کہ اگر پاکستان نے آبی وسائل کے حوالے سے موثر منصوبہ بندی نہ کی اور بڑے ڈیم تعمیر کرکے موجودہ آبی وسائل کو بہتر انداز میں استعمال کرنے کے

لیے ٹھوس اقدامات نہ کیے تو آنے والے برسوں میں ملک میں پانی کی قلت اس حد تک بڑھ جائے گی کہ آبپاشی تو درکنار، پینے کا پانی بھی وافر مقدار میں دستیاب نہ ہوگا۔ پاکستان چونکہ بنیادی طور پر ایک زرعی ملک ہے اور اس کی تقریباً 70 فیصد آبادی زراعت پیشہ ہے، اس لیے پاکستان کے لیے پانی کی بلا رکاوٹ دستیابی ناگزیر ہے۔ پانی سے پیدا ہونے والی بجلی کی بدولت ہی ملکی صنعت کا پہیہ رواں دواں رہتا ہے مگر کتنا افسوس ہے کہ براعظم ایشیا میں اپنی نوعیت کے اعتبار سے مثالی نہری نظام رکھنے کے باوجود ہم زرعی اجناس بیرون ملک سے درآمد کرنے پر مجبور ہیں۔ دوسری جانب سے پاکستانی قوم کو کئی کئی گھنٹے بجلی کی لوڈشیڈنگ برداشت کرنا پڑ رہی ہے جس سے کاروباری اور صنعتی سرگرمیاں مفلوج ہوکر رہ گئی ہیں۔ یہ بڑی بدقسمتی ہے کہ ہم تربیلا اور منگلا کے بعد کوئی بڑا ڈیم تعمیر نہیں کر سکے۔

دنیا میں ہر ملک اپنی معاشی اور اقتصادی ترقی کے لیے دریاؤں میں بہنے والے 30 سے 40 فیصد پانی کو ذخیرہ کرکے مختلف مقاصد کے لیے استعمال کرتا ہے جبکہ پاکستان صرف 12 فیصد تک پانی کو ذخیرہ کررہا ہے اور اس میں بھی کمی آرہی ہے۔ دنیا میں پانی کے ایک ایک قطرے کو محفوظ رکھنے کا بھرپور انتظام کیا جاتا ہے کیونکہ وہ پانی کی اہمیت سے آگاہ ہیں لیکن یہ ہماری بدقسمتی ہے کہ ہم قدرت کی طرف سے ملنے والی اس عظیم نعمت کو ٹھکرانے اور اس کی بے ادبی کے مرتکب ہورہے ہیں۔ ڈیم نہ ہونے کی وجہ سے ہر سال ہمارا اربوں ڈالر کا پانی سمندر میں گر کر ضائع ہوجاتا ہے۔ اگر اب بھی ہم نے ہوش کے ناخن نہ لیے اور فوری طور پر ایک دو بڑے ڈیم تعمیر نہ کیے تو پھر شاید بہت تاخیر ہوجائے۔

اس وقت پاکستان میں نئے ڈیم کی تعمیر کے حوالے سے جو سب سے زیادہ قابل عمل منصوبہ ہے وہ کالا باغ ڈیم کا ہے مگر بدقسمتی سے اس عظیم الشان اور فائدہ مند منصوبے کو سیاست کی بھینٹ چڑھا دیا گیا ہے اور مستقبل قریب میں بھی اس منصوبے پر قومی اتفاق رائے ہوتا نظر نہیں آتا۔ اس ڈیم پر کام کا آغاز 1953ء میں ہی شروع ہوگیا تھا جو 1989ء تک کسی نہ کسی شکل میں جاری رہا۔ اس دوران جتنا تحقیقی اور فنی کام اس پراجیکٹ پر ہوا ہے دنیا بھر میں کسی اور آبی منصوبے پر نہیں ہوا۔ اس کی بنیادی تیاریوں اور دیگر امور پر اب تک ایک ارب 20 کروڑ روپے سے زائد خرچ ہوچکے ہیں۔

بین الاقوامی ماہرین کا خیال ہے کہ کالا باغ ڈیم کے لیے اس سے بہتر اور قدرتی جگہ (سائٹ) اور نہیں ہوسکتی۔ اس مجوزہ آبی ذخیرے کی سب سے بڑی خوبی یہ ہے کہ پاکستان کے دوسرے آبی ذخیروں کے مقابلے میں اس کی زندگی لامحدود ہوگی۔ تربیلا اور منگلا ڈیم کی عمر اس لیے محدود ہے کہ وہاں گار جمع ہوتی رہتی ہے اور اسے صاف کرنے کا کوئی طریقہ دستیاب نہیں جبکہ کالا باغ ڈیم کی یہ صورت نہیں ہوگی۔ اس کی سائٹ جغرافیائی اعتبار سے کچھ ایسی ہے کہ وہاں ریت جمع نہیں ہوسکے گی۔ قدرتی طور پر پانی کی رفتار بے حد تیز ہوگی جو مٹی کو بہا کر اپنے ساتھ لے جائے گی۔ یہی سبب ہے کہ عالمی ماہرین اسے ایک ایسا ڈیم قرار دے رہے ہیں جس کی عمر بہت لمبی اور لامحدود ہوگی۔ ایک دفعہ بن گیا تو عشروں تک اس میں گار بھر جانے کا خطرہ پیدا نہیں ہوگا۔

یہ عظیم الشان آبی منصوبہ کسی ایک صوبے یا کسی ایک علاقے سے تعلق نہیں رکھتا۔ اس کی تعمیر سے پورے ملک اور پوری قوم کا مستقبل وابستہ ہے۔ کالا باغ ڈیم سے پاکستان کو بہت سستی بجلی دستیاب ہوگی جو 60 سے 70 پیسے فی یونٹ پڑے گی۔ اس کے علاوہ ہمیں اپنی فصلوں کے لیے بھی وافر آبِ حیات میسر آئے گا۔

ڈیمز کی تعمیر کے حوالے سے چیف جسٹس سپریم کورٹ کی دلچسپی اور فنڈ کا قیام خوش آئند ہے۔ یہ کام پارلیمنٹ کے کرنے کا تھا مگر شاید پارلیمنٹ کے اندر بیٹھے ہوؤں کو چوروں، لٹیروں کے تحفظ سے فرصت نہیں۔ ❁❁❁❁❁

مبارکباد: گذشتہ اعتکاف 2018ء کے موقع پر درج ذیل مرکزی قائدین کو ان کی گرانقدر اور غیر معمولی خدمات پر شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہرالقادری نے گولڈ میڈل سے نوازا:

☆محترم بریگیڈیئر (ر) اقبال احمد خاں (نائب صدر MQI)

☆محترم ملک فضل حسین (ڈائریکٹر اکاؤنٹس MQI)

ہم ان مرکزی قائدین کو صمیمِ قلب سے مبارکباد پیش کرتے ہیں۔

تقریب عرس مبارک حضرت فریدِ ملت ڈاکٹر فریدالدین قادریؒ

رپورٹ: حافظ عبدالقدیر قادری (جھنگ)

16 شوال المکرّم اس عظیم المرتبت، یکتائے روزگار ہستی کا یوم وصال ہے جن کی دعا کے اثر و نور سے شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہرالقادری اور تحریک منہاج القرآن کا فیض آج چہار دانگ عالم میں بٹ رہا ہے۔ انہی کی تعلیم و تربیت اور روحانی و عرفانی فیض کا چشمہ شیخ الاسلام مدظلہ کی صورت میں پھوٹا ہے۔ میری مراد محسنِ ملت فرید ملت ڈاکٹر فریدالدین قادریؒ سے ہے جن کے لختِ جگر کو آج دنیا شیخ الاسلام، مجدد رواں صدی، سفیر امن، قائد انقلاب مصطفوی ڈاکٹر محمد طاہرالقادری کے نام سے جانتی ہے۔

حسبِ سابق اس سال بھی 16 شوال المکرّم بمطابق یکم جولائی 18ء کو جھنگ کی سرزمین پر فرید ملتؒ کے مزار پُر انوار سے ملحقہ دارالعلوم فریدیہ قادریہ بستی صالح شاہ میں 45 واں عظیم الشان عرس مبارک منعقد ہوا۔ اس تقریب میں مرکزی قائدین سمیت لاہور، ملتان، خانیوال، ڈی آئی خان، شیخوپورہ، سرگودھا، للہ شریف، جہلم، راولپنڈی، جھنگ، فیصل آباد، گوجرہ، ٹوبہ، لالیاں اور دیگر کئی شہروں سے کثیر تعداد میں وابستگان تحریک اور تشنگان فیض فرید ملتؒ نے بھرپور شرکت کی اور فیضیاب ہوئے۔

عرس مبارک کی تقریبات کا آغاز نماز فجر کے بعد قرآن خوانی سے ہوا۔ سارا دن محبین و متوسلین فیضانِ فرید کے جام پیتے رہے۔ بعد نماز ظہر قبر مبارک کو عرقِ گلاب سے غسل دیا گیا۔ بعد از نماز عصر محترم جواد حامد کی قیادت میں تشریف لانے والے مرکزی قائدین تحریک منہاج القرآن، متولی دربار فرید ملتؒ اور مختلف شہروں سے آنے والے عقیدتمندوں کی معیت میں چادر پوشی کی گئی۔

عشاء کے نماز کے بعد محفل ذکر و نعت کا آغاز ہوا جس میں تلاوت کی سعادت عالمی شہرت یافتہ محترم قاری نور محمد چشتی نے حاصل کی جبکہ محترم شکیل احمد طاہر، منہاج نعت کونسل لاہور اور الحاج محترم شہباز قمر فریدی نے بارگاہ سرور کونینﷺ میں گلہائے عقیدت پیش کئے۔ شہزاد برادران نے آخر پر قوالی کی صورت میں خوبصورت انداز میں بارگاہِ رسالت مآبﷺ، بارگاہِ اہلِ بیتِ اطہار و غوثیتِ مآبؓ اور فریدِ ملتؒ میں ہدیہ عقیدت و محبت پیش کیا۔

مرکزی ناظم دعوت تحریک منہاج القرآن محترم علامہ جمیل احمد زاہد نے قرآن و حدیث کی روشنی میں فیضانِ اولیاء اور فرید ملتؒ کی زندگی کے مختلف گوشوں کو احسن انداز میں اجاگر کیا۔

پروگرام کے اختتام پر دارالعلوم ھذا سے حفظ مکمل کرنے والے حفاظ و حافظات کی تقریب تقسیم اسناد ہوئی۔

مسندِ صدارت پر متمکن متولی دربار فرید ملتؒ محترم صاحبزادہ الحاج محمد صبغت اللہ قادری نے بے شمار کلام پاک، درود پاک اور کلمات طیبات حضور علیہ السلام کی وساطت سے حضور فرید ملتؒ اور تمام امت مسلمہ کی بارگاہ میں پیش کئے اور سب کے لیے خصوصی دعا فرمائی۔

نوجوان ہی ملک و قوم کی تقدیر بدل سکتے ہیں: مظہر محمود علوی

جوانوں کو پیروں کا استاد کر کے عنوان سے 6 روزہ تربیتی ورکشاپ

رپورٹ
قاسم اعوان

نوجوان طبقہ کسی بھی ملک وقوم کے لئے قیمتی سرمایہ بن سکتا ہے اگراس کی صحیح سمت رہنمائی کرتے ہوئے اس کی صلاحیتوں کونکھار کر انہیں بامقصد راہ پر گامزن کردیا جائے وگرنہ یہی طبقہ معاشرے کے لئے نہ صرف عضو معطل بن کے رہ جاتا ہے بلکہ افراد معاشرہ کے اذیت اور تکلیف کا باعث بنتے ہوئے بوجھ بن جاتا ہے۔

منہاج یوتھ لیگ دور حاضر میں نوجوانوں کی وہ واحد سب سے بڑی نمائندہ تنظیم ہے جو نوجوانوں کی کردار سازی، تعمیر شخصیت اور انکے ہمہ جہت پہلوؤں کی فلاح و بہبود کے لیے کوشاں ہے، نوجوانوں کی ہمہ جہت رہنمائی اور تربیت کے لئے مرکزی سطح پر مختلف کونسلز، شعبے (Departments) بنائے گئے ہیں جن میں ایک ٹریننگ کونسل ہے جس کے سربراہ نائب صدر منہاج یوتھ لیگ محترم ہارون ثانی ہیں اور محترم اسماعیل انعام سیکرٹری ٹریننگ منہاج یوتھ لیگ جبکہ محترم رائے ساجد، محترم عمر قریشی اور محترم شہزاد خان بھی انکی ٹیم کا حصہ ہیں۔

حالیہ شہر اعتکاف 2018ء میں منہاج یوتھ لیگ کی اسی ٹریننگ کونسل کے زیر اہتمام شہر اعتکاف میں آئے نوجوانوں کے لیئے 6 روزہ تربیتی ورکشاپ بعنوان "جوانوں کو پیروں کا استاد کر" کا انعقاد کیا گیا جس میں مرکزی خیال یہ رہا کہ منہاج یوتھ لیگ اس ورکنگ سال میں نوجوانوں کو اس وژن اور نعرے کے ساتھ " جوانوں کو پیروں کا استاد کر " متحرک کرے گی۔ اس لیے کہ نوجوان ہی امید کی کرن ہیں اور نوجوان قیادت ہی ملک و قوم کی تقدیر بدل سکتی ہے مزید یہ کہ منہاج یوتھ لیگ نوجوان طبقہ میں نئی روح بیدار کرتے ہوئے انہیں اقبال کا شاہین بنا کر ہر میدان زندگی آگے لانے کی بھرپور کوشش کرے گی۔

’’جوانوں کو پیروں کا استاد کر‘‘ کے عنوان سے اس تربیتی ورکشاپ میں بالخصوص محترم اسماعیل انعام نے اپنے مخصوص انداز میں بہت اچھے طریقے سے اس پیغام کو نوجوانوں تک پہنچایا۔ ان سیشنز میں بھرپور معاونت محترم عصمت علی مرکزی نائب صدر منھاج یوتھ لیگ اور محترم انعام مصطفوی مرکزی ڈپٹی سیکرٹری جنرل منھاج یوتھ لیگ کی رہی جبکہ یہ کیمپ محترم منصور اعوان مرکزی سیکرٹری جنرل منہاج یوتھ لیگ کی زیر نگرانی منعقد ہوا۔ آخری روز مرکزی صدر منہاج یوتھ لیگ نے ’’جوانوں کو پیروں کا اُستاد کر‘‘ پر خصوصی گفتگو کر کے جوانوں کو اس دعوتی مہم کے لیے تیار کیا۔

اس تربیتی کیمپ کی اختتامی تقریب میں ناظم اعلیٰ منہاج القرآن انٹرنیشنل محترم خرم نواز گنڈاپور صاحب بطور مہمان خصوصی تشریف لائے اور نوجوانوں کو فکر اقبال کی روشنی میں بڑا پر تاثیر اور فکر انگیز پیغام دیا اور آخر میں شرکاء ورکشاپ کو ناظم اعلیٰ صاحب کے ہاتھوں سرٹیفکیٹس بھی دیئے گئے۔

اسی کیمپ میں ایک دن محترم فرخ شہزاد مرکزی کوآرڈینیٹر منہاج سائبر ایکٹیوسسٹ بھی تشریف لائے جنہوں نے دور حاضر میں سوشل میڈیا کی اہمیت اور بالخصوص Twitter کی اہمیت پہ بڑی سیر حاصل گفتگو کی جو نوجوانوں کے لئے بڑی اہمیت کی حامل تھی۔

اس چھے روزہ تربیتی کیمپ میں مرکزی قائدین منہاج یوتھ لیگ بھی تشریف لائے اور نوجوانوں کی رہنمائی فرمائی۔ اس تربیتی کیمپ کے انعقاد پر محترم ہارون ثانی اور ان کی پوری ٹیم مبارکباد کی مستحق ہے کہ جنہوں نے اس کامیاب ترین چھ روزہ تربیتی کیمپ کے انعقاد میں اہم کردار ادا کیا۔ ❁❁❁❁❁

انتقالِ پُر ملال

گذشتہ ماہ مرکزی و سینئر رہنما، سابق امیر تحریک لاہور محترم محمد اقبال ڈوگر انتقال فرما گئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ مرحوم تحریک منہاج القرآن کے دیرینہ رفیق تھے اور تحریک کیلئے ان کی خدمات ناقابل فراموش ہیں۔

شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہرالقادری، محترم ڈاکٹر حسن محی الدین قادری، محترم ڈاکٹر حسین محی الدین قادری، ناظم اعلیٰ محترم خرم نواز گنڈا پور اور جملہ مرکزی قائدین و سٹاف ممبران نے مرحومین کے انتقال پر دلی رنج و غم کا اظہار کرتے ہوئے ان کی مغفرت و بخشش کے لئے خصوصی دعا کی۔ اللہ تعالیٰ مرحومین کو جنت الفردوس میں اعلیٰ مقام عطا فرمائے اور لواحقین کو صبر جمیل و اجر عظیم عطا فرمائے۔ آمین بجاہ سید المرسلین ﷺ

انا للّٰہ وانا الیہ راجعون: گذشتہ ماہ محترم علامہ عبدالحیٔ علوی (مرکزی ناظم تنظیمات KPK) کے برادر نسبتی، محترم سردار بشیر خان لودھی کی پھوپھی جان، محترم ارشد بٹ (خادم آفس قائد محترم) کے چچا جان، محترم فیصل اقبال اعوان (سیکرٹری پروٹوکول مرکز) کے خالو (شاہ پور صدر سرگودھا)، محترم عبدالغفار سنبل (ضلعی صدر لودھراں) کی ساس، محترم ملک محمد انور قادری (لودھراں) کی اہلیہ محترمہ شمشاد قادری منہاجین (ضلعی صدر ویمن لیگ لودھراں)، محترم نعیم مبارک (کراچی) کی ہمشیرہ، محترم عبدالرحمٰن (دیرینہ رفیق TMQ پشاور) کے بڑے بھائی محترم پروفیسر ابوذر، سابقہ ناظم مالیات (کویت) کی والدہ، محتر محمد یوسف (سابقہ ناظم جنڈ) کے والد محترم محمد شریف تاحیات رفیق (منڈی بہاؤالدین)، محترم محمد اعجاز مغل (پرنسپل شاہد گرائمر سکول۔ مریدکے) کے والد، محترم ملک ڈاکٹر جاوید اقبال (حافظ آباد) کے بھائی محترم مظہر اقبال اعوان اور محترم محمد امین فیصل (ناظم ممبرشپ UC-239 گرین ٹاؤن لاہور) کے والد قضائے الٰہی سے انتقال فرما گئے ہیں۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

مرکزی سیکرٹریٹ اور گوشہ درود میں موجود احباب نے جملہ مرحومین کی مغفرت و بخشش کے لئے خصوصی دعا کی۔ اللہ تعالیٰ مرحومین کے درجات بلند فرمائے اور لواحقین کو صبر جمیل اور اجر عظیم عطا فرمائے۔ آمین

شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہر القادری

کی اسلام کے علمی و عملی، اخلاقی و روحانی، تعلیمی و سائنسی
فقہی و قانونی، انقلابی و فکری اور عصری
موضوعات پر 550
سے زائد کتب

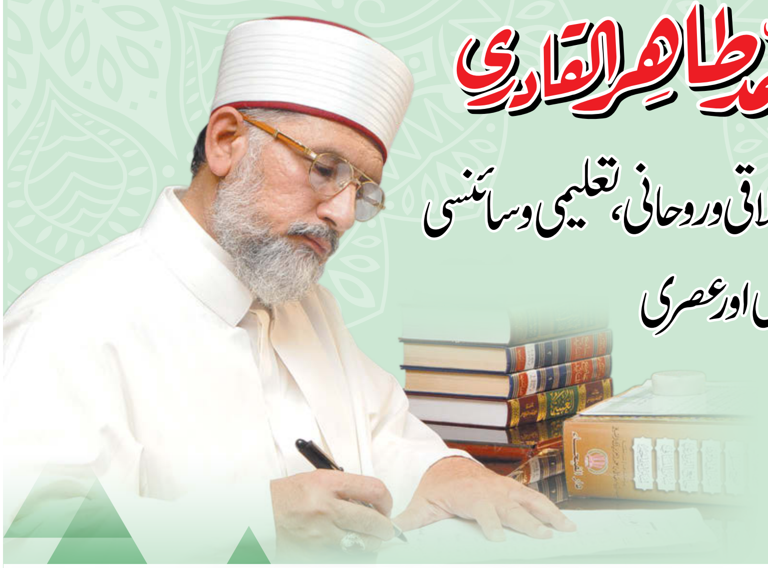

Monthly MINHAJ-UL-QURAN LAHORE AUG-2018

Regd CPL No.41

زیر سرپرستی

شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہر القادری

زیر نگرانی

ڈاکٹر حسن محی الدین قادری

میٹرک اور ایف اے پاس طلبہ و طالبات کیلئے

داخلہ جاری ہے

پروگرامز

علوم شریعہ	علوم عصریہ	سپیشل کورسز
الشهادة الثانوية	F.A, ICS, I.COM	Computer Courses
الشهادة العالية	B.S: Islamic Studies, Arabic; English with shariah (Specialization Islamic Banking & Finance)	English, Arabic Language
الشهادة العالمية		Islamic Training Course

M.Phil Islamic Studies, Arabic, **Islamic Banking**, Ph.D Islamic Studies, Arabic

نمایاں خصوصیات

- اعلیٰ تعلیم یافتہ اور فارن کوالیفائیڈ فیکلٹی
- فورسز میں سلیکشن کے مواقع
- قرات، نعت، تقریر و تحریر پر خصوصی توجہ
- اخلاقی و روحانی تربیت پر خصوصی توجہ
- سپورٹس کی بہترین سہولیات
- پاکستان و بیرون ممالک تقرری کے مواقع
- ازہر یونیورسٹی (مصر) میں سکالرشپ کے مواقع
- بہترین کمپیوٹر لیب و لائبریری
- **علوم شریعہ** اور **علوم عصریہ** کا حسین امتزاج
- 80% فیصد سے زائد نمبرز حاصل کرنے پر فیس میں خصوصی رعایت

اعزازات

- لاہور بورڈ 2014ء اور 2017ء میں پہلی پوزیشن
- F.A۔2013 آرٹس (لاہور بورڈ) میں تیسری پوزیشن
- پنجاب پبلک سروس کمیشن عربیک سیشن 2012ء پنجاب بھر میں پہلی پوزیشن
- پنجاب پبلک سروس کمیشن سیشن 2011ء بہاولپور ڈویژن میں پہلی پوزیشن

کالج آف شریعہ اینڈ اسلامک سائنسز

365 ایم ماڈل ٹاؤن لاہور

042-35166991, 35171651 | 0303-4825351

info@cosis.edu.pk

منہاج کالج برائے خواتین

نزد ہمدرد چوک ٹاؤن شپ لاہور

042-35111013, 35116784 | 0300-4160881

Email:mcw@minhaj.edu.pk